چراغ فقر ہوا بھی جسے بجھا نہ سکے

Mahmood Ali Collection




# شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

از قلم

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری



ناشر

مدنی دار التالیف بجنور۔ یوپی ۲۴۶۷۰۱

کاتب۔ غیاث احمد بجنوری

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U109559

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب۔ ـــــــــ تذکرہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ

مصنف۔ ـــــــــ مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری

صفحات۔ ـــــــــ ۱۰۴

قیمت مجلد۔ ـــــــــ

کتابت۔ ـــــــــ عباد الرحمٰن غیاث

سن طباعت۔ ـــــــــ ۱۹۹۳

جملہ حقوق بحق مصنف و اولادہ محفوظ

297.42092
A99T



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

# اوائل کتاب

حامداً و مصلیاً۔ امابعد

وہ کم نصیب مقامِ نظر نہ پہچانے
جوان کے دل کی بلندی کا راز نہ جانے

تفسیر تقریر القرآن لکھتے لکھتے معلوم نہیں کسی بیرونی کشش نے میری باگ قلم ادھر کو پھیر دی. گیارہ بارہ سال مصیبتوں کے پہاڑوں کا بوجھ جھیلتا جھیلتا عاجز آ گیا۔ دعا کرتا رہا یا الٰہی صبح ہو. چنانچہ مصیبتوں کی تاریکیوں میں عرصہ دراز سے میرے پاس رکھی ہوئی دو کتاب "مواعظ غوث الاعظم"۔ "فتوح الغیب" تھیں جنکو چند بار پڑھ چکا تھا انکو الماری سے نکال کر تکیہ کے پاس رکھ لیا اور پھر پڑھا "فتوح الغیب" میں لکھا ہوا۔ پایا۔

۱۔ جسطرح گرمیوں کے خاتمہ سے سردیوں کا افتتاح ہوا کرتا ہے یا رات کا اختتام نورِ سحر کا پتہ دیتا ہے یہی وجہ ہیکہ تم دن کی روشنی کو مغرب و عشاء کے مابین تلاش کروگے تو اس کا حصول ناممکن ہوگا بلکہ رات کی تاریکیوں میں اضافہ ہوتا چلا جائیگا حتیٰ کہ جسوقت رات کی تاریکیاں دم توڑ دینگی تو نمودِ سحر کے ہمراہ دن کی روشنی نمودار ہوگی۔ الخ فتوح الغیب ص ۲۹

۲۔ ہر شے کا معین وقت ہے اور ہر بلا و مصیبت کی ایک انتہا ہے جسمیں تقدیم و تاخیر کی قطعاً گنجائش نہیں۔ الخ

غرضیکہ پوری کتاب کو اور پھر اس کے بعد الفتح الربانی مواعظ شیخ عبد القادر جیلانی ؒ کو پڑھا بہت طمانیت حاصل ہوئی اور بلا و مصائب کے دفعیہ کا نسخہ ہاتھ آ گیا درمیان میں کچھ اس قسم کے واقعات بھی پیش آئے جنکو میں نمودِ سحر سے نیت تعبیر کر سکتا ہوں۔

چھوٹی سے چھوٹی مصیبت اسوقت پہاڑ بن جاتی ہے جب صبر نہ ہو اور صبر ہو تو بڑے سے بڑے پہاڑ بھی روئی کے گالہ کی طرح اڑ جاتے ہیں رات و دن رنج و راحت انسان کیلئے لازم ہیں ان سے مفر نہیں لہٰذا بقول شیخ سعدی ؒ ضروری ہے۔

| | |
|---|---|
| گر گزند ت رسد ز خلق مرنج | کہ راحت رسد ز خلق نہ رنج |
| از خدا داں خلاف دشمن و دوست | کہ قلب ہر دو در تصرف اوست |

جب یہ خیال بندھ جاتا ہے اور دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو۔

نکو ست ہر چہ می رسد از دوست

یہی ایک غیبی تصرف تھا کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تذکرہ لکھنے کا ارادہ کر لیا خیال کیا تو بہت سے اماغر کے تذکرے ہیں پھر صاحب سلسلہ شیخ طریقت کا تذکرہ کیوں نہ ہو! کام مشکل تھا الماری میں رکھی کتاب نفحات الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کو پڑھا تو بالکل اتفاقاً اور تائید از غیب جگہ جگہ کتاب میں ہر اس جگہ نشان لگا ہوا تھا جہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر خیر تھا۔ ظاہر ہے کہ کسی نے نشانات لگائے ہوں گے لیکن میرے لئے تو اشارہ غیبی یا الہام غیبی تھا ہمت بڑھی۔ پھر اور کتابوں کو دہلی سے خرید کر لایا ان میں کافی ذخیرہ مل گیا اور ہمت بڑھی۔ پھر ایک اور کتب خانہ میں جا کر دیکھا اور ہمت بڑھی اور ہوتے ہوتے تذکرہ مکمل ہو گیا۔

**تذکرہ پڑھنے والے** یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے حضرات مزارات اور قبور بزرگان دین پر جاتے رہے ہیں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر اور اصحاب بدر کی قبور پر جانا ثابت ہے۔ امام شافعیؒ کا امام ابو حنیفہؒ اور امام موسیٰ الکاظم کی قبروں پر جانا وہاں دعا مانگنا ثابت ہے۔ جیسا کہ ہم نے اسی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ ہمارے مشائخ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث سہارنپوریؒ کو میں نے بذات خود جاتے اور وہاں دعا مانگتے دیکھا ہے۔ لیکن ان حضرات نے حاضری میں غلو میلے ٹھیلے اور اعراس کے موقعوں پر سجدہ ریزی۔ قبر بوسی۔ طواف اور دیگر ممنوعات سے ہمیشہ گریز کیا اور اس سے لوگوں کو منع بھی کیا ہے اور احادیث شریفہ میں بھی اس بارے میں نہایت سختی سے ممانعت مذکور ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمانوں کو مشرکانہ اعمال کی اجازت دی جائے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے نہایت شدت سے اس پر نکیر فرمائی ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ ہر زمانے میں اور اب بھی مشکل اوقات میں اولیاء اللہ کے مزارات پر مشائخ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا جاتا ہے ایسا کیوں ہے؟ غالباً اس وجہ سے کہ ان حضرات کے قلوب مصفا اعلیٰ درجہ کی نیت کا مہبط ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ دانا اور بینا اور سمیع و بصیر ہے ان کو قرب حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

**یحبونہ و یحبہم** : وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

اسکی علامت یہ ہے۔

**من احب شیاً اکثر ذکرہٗ** : جو کسی سے محبت کرتا ہے اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔

یہ حضرات اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے کرتے مقام محبت پر فائز ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے۔

**یذکر اللہ فی کل احیانہ:** آپ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

یہ کس طرح ہو؟ یہ مقام ان لوگوں سے سیکھا جاتا ہے جو اسی راہ پر چل کر اس بلندی پر پہونچے ہیں۔ اس لئے ضروری ہیکہ ان حضرات کے تذکرہ اور سوانح کو پڑھا جائے حضرت حمدون قصار نے فرمایا ہے۔

جو لوگ اسلاف کی سیر کا مطالعہ کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے مراتب کو حاصل کر لیتے ہیں اور اپنی کوتاہی پر جلد آگاہ ہو جاتے ہیں (نفحات الانس)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلاف کے سیرت و سوانح کو سیرت سازی میں بڑا دخل ہے اس کے برخلاف بزرگوں پر طعن و تشنیع کرنے والے اور انکو اذیت دینے والوں کا انجام بھی برا ہوتا ہے۔ ذوالنون معری نے فرمایا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے اعراض فرماتا ہے تو اسمیں اولیاء پر طعن اور انکار شروع ہو جاتا ہے۔ (نفحات)

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد      میل اندر طعنہ پاکان زند

بہر حال ہم نے اس کتاب کو چند ابواب پر تقسیم کیا ہے اور ہر عنوان کو متعدد کتابوں سے تحقیق کرنے کے بعد لکھا ہے۔ تاریخی اعتبار سے ہر چند تاریخ دسن کی قید کے ساتھ اور خوب تحقیق کر کے لکھا ہے ترتیب بھی بفضلہ تعالیٰ خوب ہو گئی ہے۔ کتب ماخذ اور رواۃ کی فہرست وغیرہ غرض میرے بس میں جہاں تک تھا ٹھیک لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تذکرہ کو بھی شرف قبول سے نوازے اور دنیا و آخرت سنوارے۔

آمین یا رب العالمین فقط

بندۂ حقیر۔ مفتی عزیز الرحمن

مدنی دار الافتاء بجنور

۲۲ رج ۲ر ۱۴۱۲ھ مطابق ۷ر دسمبر ۱۹۹۱ء

بروز شنبہ

# اسمائے الرجال

۱۔ شیخ ابوبکر بن صواد قاہرہ سنہ ۶۶۴ھ
۲۔ ابوالفتح بن ابی الغنائم اسکندریہ سنہ ۶۲۳ھ
۳۔ احمد بن ابی الحسن رفاعی
۴۔ ابوالفرح واسطی سنہ ۶۷۰ھ
۵۔ ابوالغرائم صداویہ سنہ ۶۶۳ھ
۶۔ شیخ احمد رفاعی
۷۔ شیخ منصور بطائحی
۸۔ ابومحمد شنبکی سنہ ۶۶۳ھ
۹۔ موسیٰ بن عبدالکریم سنہ ۶۷۳ھ
۱۰۔ شیخ ابوعبداللہ بن محمد قیلوی
۱۱۔ شیخ ابوسعد قیلوی سنہ ۶۶۷ھ
۱۲۔ ابوالحسن علی سنہ ۶۶۱ھ
۱۳۔ ابوالعباس صرصری سنہ ۶۲۱ھ
۱۴۔ شیخ عبداللہ جونی قاہرہ سنہ ۶۶۸ھ
۱۵۔ شیخ تاج الدین ابوالوفاء سنہ ۵۶۰ھ
۱۶۔ شیخ عقیل منبجی سنہ ۶۶۷ھ
۱۷۔ شیخ علی بن وہب سنہ ۶۶۵ھ
۱۸۔ شیخ حماد دباس سنہ ۵۰۳ھ
۱۹۔ محمود بن احمد جیلانی سنہ ۶۶۵ھ
۲۰۔ ابویوسف یعقوب بغداد سنہ ۶۶۷ھ
۲۱۔ ابوبکر عبدالرزاق بغدادی
۲۲۔ ابوعبدالرحمن عبداللہ بغداد
۲۳۔ ابوعبداللہ عبدالوہاب بغدادی
۲۴۔ ابواسحٰق ابراہیم بغداد
۲۵۔ ابومظفر منصور
۲۶۔ ابوالفضل شامی
۲۷۔ بقا بن بطو
۲۸ عدی بن مسافر
۲۹ شیخ ماجد کردی
۳۰ شیخ خلیفہ اکبر
۳۱ شیخ لولو ارمنی
۳۲ ابوسعید قیلوی
۳۳۔ علی بن الہیتی
۳۴ شیخ احمد رفاعی
۳۵۔ شیخ ابوالقاسم بصری
۳۶ شیخ حیات بن قیس دانی
۳۷ شیخ عبدالرحمن طفسونجی
۳۸ شیخ نجیب سہروردی
۳۹ شیخ موسیٰ زولی
۴۰ موسیٰ بن عبداللہ بصری
۴۱ شیخ حیات بن قیس
۴۲ شیخ ابوعمر عثمان
۴۳ شیخ سوید بخاری
۴۴ شیخ اسلان دمشقی
۴۵ شیخ شعیب ابومدین
۴۶ شیخ شریف عبدالرحیم قنادی

۴۷۔ شیخ مکارم نہر ملکی

۴۸۔ شیخ صدقہ بغدادی

۴۹۔ ابو حفص عمر کمیانی

۵۰۔ ابوالقاسم دلف بغدادی

یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے متعلق تمام امور کو روایت کیا ہے جبکہ ان سے بہت زیادہ حضرات کو چھوڑ دیا گیا ہے ان میں سے بیشتر حضرات کے مختصر حالات ملتے ہیں۔

# کتابیات

| نام کتاب : | اسماءِ گرامی مصنف |
| --- | --- |
| ۱۔ تاریخ الخلفاء | از علامہ جلال الدین سیوطی |
| ۲۔ تاریخ بغداد | از امام خطیب بغدادی |
| ۳۔ معجم البلدان | از شیخ شہاب الدین بن ابی عبداللہ یاقوت حموی |
| ۴۔ حدائق الحنفیہ | از مولانا فقیر محمد صاحب |
| ۵۔ الجواہر المنصفیہ | ابوالوفاء افغانی |
| ۶۔ نفحات الانس | مولانا عبدالرحمٰن جامی |
| ۷۔ اخبار الاخیار | مولانا عبدالحق محدث دہلوی |
| ۸۔ بہجۃ الاسرار | امام ابوالحسن سطنوفی |
| ۹۔ سفینۃ الاولیاء | شہزادہ داراشکوہ |
| ۱۰۔ غنیۃ الطالبین | از شیخ عبدالقادر جیلانی |
| ۱۱۔ فتوح الغیب | " " " " |
| ۱۲۔ فیوض یزدانی | " " " " |
| ۱۳۔ مکتوبات | " " " " |
| ۱۴۔ فتاوی رشیدیہ | از مولانا رشید احمد گنگوہی |
| ۱۵۔ فتح الملہم | از مولانا شبیر احمد عثمانی |
| ۱۶۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | از ملا علی قاری |
| ۱۷۔ انفاس قدسیہ | از راقم الحروف |
| ۱۸۔ امام اعظم ابوحنیفہ | " " |

| نام کتاب: | اسماء گرامی مصنف: |
| --- | --- |
| ۱۹۔ مسند | از امام اعظم ابوحنیفہ مع حواشی |
| ۲۰۔ الانتباہ | از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی |
| ۲۱۔ تذکرۃ الرشید | از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی |
| ۲۲۔ سفرنامہ | از مولانا عبدالخبیر بجنوری |
| ۲۳۔ فتاویٰ رشیدیہ | از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی |
| ۲۴۔ ملفوظات | از شاہ عبدالعزیز۔ |

# فہرست عنوانات:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# بابِ اوّل

## از ۱۲۷۰ھ تا ۱۲۸۸ھ

کسے خبر ہے کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں پوشیدہ ہو روحِ قرآنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینہ میں دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

# باب اوّل

## ابتدائی حالات اور ابتدائی تعلیم

### از ۴۷۰ھ تا ۴۸۸ھ

**مولد شریف**

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مولد شریف یعنی جائے پیدائش مشہور روایت کی بناء پر جیلان، گیلان، جیل ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ مصنف سفینۃ الاولیاء اور بہجۃ الاسرار کے مصنف امام ابوالحسن شطنوفی اور اخبار الاخیار کے مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ نفحات الانس کے مصنف مولانا عبدالرحمٰن جامی نے آپ کا مولد شریف جیلان کو قرار دیا ہے اور صحیح قول یہی ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ نے لکھا ہے۔

> آپ کو جیلی اسوجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کی اصل ولایت جیل ہے آپ کی ولادت یہیں ہوئی۔ جیل طبرستان کے عقب میں ایک ملک کا نام ہے جسکو جیلان گیلان۔ اور گیل بھی کہتے ہیں۔ بعض مورخین کی رائے ہیکہ جیل دریائے دجلہ کے کنارہ ایک موضع کا نام ہے اور صاحب معجم البلدان نے آپ کو ششتر کی طرف منسوب کیا ہے جو جیلان کے مضافات میں سے ہے بعض نے جیلان علاقہ مدائن سے قرار دیا ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

معلوم رہے کہ مدائن سے مراد مدائن صالح یا وہ مدائن نہیں ہیکہ جہاں حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے وہ علاقہ خلیج عقبہ کے آس پاس ہے۔ یہاں مدائن سے مراد وہ علاقہ ہے جسکو آجکل کردستان کہا جاتا ہے یہ اس زمانے میں طویل وعریض صحرائی علاقہ تھا۔

معجم البلدان جسکا حوالہ دارا شکوہ نے دیا ہے اسکی طرف جب ہم نے رجوع کیا تو اسمیں جیلان کے بارے میں لکھا ہے۔

> جیلان اسم بلد وکثیرة فی طبرستان جلد۲ جیلان طبرستان میں بہت سے شہروں کا نام ہے

اس کے بعد خود ہی تحریر فرمایا۔

> علاقہ جیلان میں کوئی بڑا شہر نہیں ہے بلکہ پہاڑوں کے درمیان بہت سے دیہات آباد ہیں ان میں سے ہر ایک گاؤں کی طرف منسوب ہونے والوں کو

ہ بہجۃ الاسرار کے مصنف نے آپ کے مولد شریف [illegible]

جیلانی یا جیلی کہا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں بہت سے فقہار اور محدثین
پیدا ہوئے ہیں۔ ج ۲ ص ۱

پہاڑی علاقوں میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ پہاڑ کے نشیبی علاقہ میں جہاں بھی تھوڑے سے ہموار میدان ہوجاتے ہیں وہ آباد ہوجاتے ہیں اور اس کا کوئی نام رکھ دیا جاتا ہے ان پہاڑی دیہات کا فاصلہ اگر چٹانوں کو ہٹا دیا جائے تو بہت قریب ہوجاتا ہے۔ لیکن پگڈنڈیوں کے گھماؤں کی وجہ سے یہ فاصلہ فاصلہ ہی رہتا ہے

انسائیکلو پیڈیا کے مصنف نے معجم البلدان کی تحقیق کو اختیار کرتے ہوئے اسکی مزید وضاحت فرمادی ہے اور متعین کر کے بتلا دیا ہے۔

جیلان ایران کا ایک علاقہ ہے اور بحر کیسپین کا ساحلی علاقہ ہے ایران کا یہ صوبہ اور اس کا محل وقوع یہ ہے۔ مغرب میں آذر بیجان۔ مشرق میں مازندران۔ جنوب میں قزوین اور شمال میں ایک دریا ہے۔ (حاشیہ غنیۃ)

غرضیکہ اس وقت کے حالات کے مطابق جیلان ایسا کوئی مشہور شہر نہ تھا کہ وہاں علم وادب کے بڑے ادارے ہوں بشتیر خود ایک گاؤں تھا جہاں بچوں کو قرآن پاک حفظ وغیرہ کی تعلیم کا انتظام ہوگا اسی وجہ تو آپ کو تحصیل علم کیلئے بغداد کا سفر ایک قافلہ کے ساتھ اختیار کرنا پڑا تھا۔ ظاہر ہیکہ یہ جگہ بغداد شریف کے کافی فاصلہ پر تھی جسکو بعض راویوں نے برسوں کی راہ تعبیر کیا ہے۔ برسوں کا راستہ نہ بھی ہوگا ہفتوں کا فرور ہوگا۔ سطور ذیل میں آپ کے والد ابو صالح عبداللہ جنگی دوست اور آپ کے نانا سید عبداللہ الصومعی کی ملاقات کے واقعہ سے یہی مترشح ہوتا ہے۔

## والد اور والدہ

آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی لقب محی الدین ہے اور غوث الاعظم امام ربانی، قطب صمدانی، محبوب سبحانی، پیران پیر ہے۔ حضرت کے والد کا نام نامی ابو صالح عبداللہ جنگی دوست بن سید ابو عبداللہ بن سید یحیٰی الذاہد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ محض بن حسن مثنٰی بن حسن ابن علی مرتضٰے اور عبداللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی ہیں[۱]

تذکرہ نگاروں سے سلسلہ نسب میں آپ کے والد کے اسم گرامی کے بارے میں کچھ غلطی ہوئی ہے بعض نے بن جنگی دوست لکھا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بن کا اضافہ کاتبوں کا سہو ہے

---

[۱] سفینۃ الاولیاء، ص ۶۹

چونکہ آپ کے والد فوجی تھے اسوجہ سے انکو ایرانی زبانی میں جنگی دوست لکھا ہے۔

اس بارے میں شہزادہ دارا شکوہ کی رائے زیادہ مناسب ہے انہوں نے لکھا ہے۔

ابو صالح موسیٰ سنوسی جنلی کاتب صاحب کی مہربانی سے جنلی سے جنگی ہوگیا اور سنوسی کا موسیٰ بنا دیاگیا

والدہ محترمہ کی طرف سے آپ حسینی ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ ام الجزامتہ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ الصومعی الزاہد بن سید ابوجمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابوالعطا عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاؤالدین محمد الجواد بن سید علی الرضا بن سید موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن امام زین العابدین بن سیدنا امیر المومنین حضرت حسینؓ بن سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم[1]

چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا کہ حضرت غوث پاکؒ کی سوانح حیات پڑھی تھی اتنا یاد ہیکہ کسی قابل اعتماد صاحب کی لکھی ہوئی تھی نام بھی یاد نہیں ہے صرف واقعہ یاد رہ گیا وہ یہ ہے۔

ایک مرتبہ جناب ابو صالح عبداللہ والد بزرگوار ایک قافلہ کے ساتھ عازم سفر ہوئے راستہ میں زاد راہ ختم ہوگیا تین دن کا فاقہ ہوگیا۔ اہل قافلہ سے سوال نہ کیا ایک دن شام کو کسی دریا کے کنارے قافلہ نے پڑاؤ کیا دیکھا تو دریا میں چند سیب بہتے آرہے ہیں اہل قافلہ میں سے ہر کسی نے کوشش کی لیکن کسی کے ہاتھ نہ آئے جناب ابو صالح عبداللہؒ نے ہاتھ بڑھایا تو ان کے ہاتھ لگ گئے بھوک میں کھانے کا ارادہ کیا مگر متنبہ ہوئے کہ پہلے ان کے مالک کو تلاش کرنا چاہیئے۔ پانی کے بہاؤ سے اوپر کی طرف چلے تو دیکھا کہ سیب کا ایک باغ ہے اس کے پیڑ کی شاخ دریا میں جھکی ہے اسی سے سیب گرے تھے فوراً باغ میں گئے اور باغبان کو سیب دکھلائے اور اجازت چاہی۔ مگر اس باغبان نے انکے تقویٰ کی طرف تو غور نہ کیا بلکہ پکڑ کر مارنا شروع کردیا گویا کہ وہی چور ہیں اور پکڑ کر جناب عبداللہ الصومعی کی خدمت میں پیش کیا۔ جناب عبداللہ صاحب مالدار و رئیس ہونے کے علاوہ صاحب باطن اور صاحب تصرف بزرگ تھے انہوں نے دریافت کیا تو جناب ابو صالح نے واقعہ بیان کردیا جناب عبداللہ الصومعی صاحبؒ ابو صالح صاحبؒ کے تقویٰ سے بے انتہا متاثر ہوئے اور فرمایا آپ کو معاف بھی کردیا جائیگا اور یہ سیب ہی نہیں بلکہ اور کچھ بھی دیا جائے گا مگر شرط یہ ہیکہ میری لڑکی فاطمہ جو معذور ہے۔ آنکھوں سے اندھی۔ کانوں سے بہری۔ پیروں سے اپاہج ہاتھوں سے بیکار ہے زبان سے گونگی ہے اسکو آپ اپنے عقد میں قبول فرمائیں جناب ابو صالح نے معافی کی امید سے قبول کرلیا اور اسی مجلس میں عقد ہوگیا رات کو جب ابو صالح صاحب حجلۂ عروسی میں داخل ہوئے تو دیکھکر حیران رہ گئے حسین و جمیل نازنین ہے جو مذکورہ عیوب سے پاک ہے

[1] غنیۃ الطالبین صلا سفینۃ الاولیا صہ۶۹

یہ دیکھ کر خیال ہوا کہ مبادا مجھے کسی دوسرے کمرہ میں پہونچا دیا گیا ہے یہ میری زوجہ نہیں ہے فوراً نماز کی نیت باندھ لی اور صبح تک نماز میں مشغول رہے۔ نماز فجر کے بعد خسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی خسر صاحب نے فرمایا میں نے سچ کہا تھا میری لڑکی آنکھوں سے اندھی اسوجہ سے ہے کہ اسکی نظر کبھی نامحرم پر نہیں پڑی زبان سے کبھی غلط الفاظ نہیں نکالے اور کانوں سے کبھی غلط آواز نہیں سنی اور علی ھذا۔

ان صالح زمانہ ابو صالح کے صلب سے اور اسی نیک خاتون ولیہ کے بطن سے جناب شیخ عبد القادر جیلانی مادر زاد ولی پیدا ہوئے۔ بلاشبہ سعید ماں کے پیٹ سے ہی سعید ہوتا ہے کاش کہ اگر آج بھی ایسے ہی ماں باپ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے کرم و عنایات کی اتنی بارشیں ہوں کہ ہزاروں مادر زاد ولی ہوں اور یہ امت دنیا کی رہنما بن جائے۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبد اللہ الصومعی کا مختصر تعارف کرا دیا جائے حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب نفحات الانس تحریر فرماتے ہیں۔

> آپ گیلان کے مشائخ اور زاہد ترین روساء میں تھے نہایت بلند مقام تھا صاحب تصرف اور بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے اتنے مستجاب الدعوات تھے کہ جو زبان سے نکال دیتے وہی ہو جاتا۔ قبل از وقت واقعہ کو بیان فرما دیتے اور وہی ہوتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان کے لوگوں کی ایک جماعت بغرض تجارت سمرقند کیلئے روانہ ہوئی سمرقند کے قریب پہونچ پر لٹیروں کی ایک جماعت نے لوٹ ڈال دی تاجروں کی جماعت نے جناب عبد اللہ الصومعی کو آواز دی آپ وہاں موجود ہو گئے دیکھا تو کھڑے ہیں اور بآواز بلند پڑھ رہے ہیں۔ "سبوحٌ قدوسٌ ربنا اللہ" یہ آواز سنکر تمام لیٹرے فرار ہو گئے ایک بھی نہ رہا۔ جب یہ قافلہ گیلان پہونچا تو دیگر اصحاب عبد اللہ الصومعی سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے کسی وقت بھی شیخ باہر نہیں گئے۔ (نفحات الانس ص۵۹۰)

ان گذارشات کے بعد اب تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے حالات پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ابو صالحؒ اور حضرت عبد اللہ الصومعیؒ دونوں حضرات جب کہ گیلان یا جیلان کے تھے تو کیا ضرورت سفر پیش آئی حالات سے پتہ چلتا ہے دونوں دور دراز کے دو مقام کے باشندہ تھے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ انسائیکلو پیڈیا کی تحریر کے مطابق گیلان علاقہ اور صوبہ کا نام ہے دونوں حضرات علاقہ کی طرف منسوب ہیں جیساکہ ہمارے یہاں بہاری، بنگالی، پنجابی

گجراتی وغیرہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی گجرات کے ایک گاؤں کا اور دوسرا آدمی اسی صوبہ کے آخری گاؤں کا ہو تو مسافت کے اعتبار سے سو دو سو کلومیٹر کا فاصلہ ہوگا مگر انساب سے بہت قربت اور نزدیکی معلوم ہوتی ہے۔ یہی تاویل اس جگہ اور مذکورہ واقعہ کے متعلق کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم

## ولادت سے پیشتر

آپ کی ولادت سے پیشتر بذریعہ کشف والہام متعدد اکابر مشائخ نے آپ کی ولادت کی پیشین گوئی فرمائی تھی انہیں سے چند یہ ہیں

۱۔ جناب شیخ ابوبکر ہوار نے فرمایا عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد خدا جو لوگوں کے نزدیک بلند مرتبہ ہوگا اس کا نام عبدالقادر ہوگا اسکی سکونت بغداد میں ہوگی وہ کہے گا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

۲۔ ابو احمد عبداللہ جونی فرماتے ہیں عنقریب عجم کی زمین پر ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکی کرامات کا بڑا ظہور ہوگا تمام اولیاء کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہوگا وہ کہے گا میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اس وقت میں اولیاء اس کے قدم کے نیچے ہوں گے۔

۳۔ شیخ عقیل منجی نے فرمایا۔ اور قریب ہیکہ یہاں ایک جوان ظاہر ہوگا وہ جوان عجمی شریف ہوگا لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے۔

۴۔ شیخ علی بن وھب کی خدمت میں فقراء کی ایک جماعت آئی۔ شیخ نے پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو انہوں نے کہا عجم سے انہوں نے کہا کون سے عجم سے؟ انہوں نے کہا جیلان سے۔ کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے وجود کو ایسے شخص کے ساتھ روشن کر دیا ہے کہ عنقریب تم میں ظہور کریگا وہ اللہ سے قریب ہوگا اس کا نام عبدالقادر ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

۵۔ اس زمانہ میں عراق کے اوتاد سات ہیں۔ معروف کرخی۔ امام احمد بن حنبل۔ بشر حافی منصور بن عمار جنید بغدادی۔ عبداللہ تستری۔ شیخ عبدالقادر جیلانی ان سب بزرگوں سے ان کے اوقات میں دریافت کیا گیا شیخ عبدالقادر کون ہے انہوں نے فرمایا ایک کریم النفس عجمی ہے جو بغداد میں ہوگا اس کا ظہور قرن پنجم میں ہوگا۔ (سفینۃ الاولیاء)

حضرت غوث الاعظم کے بارے میں ایسی ہی اور بہت سی پیشین گوئیاں ہیں جو ان کی ولادت سے پیشتر کردی گئیں تھیں۔ ان پیشگوئیوں کی عقلی حقیقت بھی ہے اور شرعی حقیقت بھی ہے۔ کیا یہ ثابت شدہ حقیقت نہیں کہ فلکیات کے ماہرین اور موسمیات کے ماہرین قبل از وقت بہت سے امور کو بیان کر دیتے ہیں۔

اور ان سب سے واقعات ویسے ہی ہو جاتے ہیں کہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ روزانہ ریڈیو اور ٹی وی پر موسمیات کی خبریں آیا کرتی ہیں یہ ان لوگوں کے فن کی بات ہے۔ ان کے علاوہ ذہین اور تجربہ کار لوگ محض قرائن سے بہت پہلے بات کہدیتے ہیں مثلاً سیاسی مبصرین اور مدیران جرائد و اخبار۔ رہا اہل اللہ کا معاملہ وہ ان سے زیادہ اہم اور معتمد ہے ان کے کشف و الہام میں عموماً غلطی نہیں ہوتی وہ اپنی روح کی لطافت اور قلب کے رجوع الی اللہ کی بنا پر قبل از وقت بتلا دیتے ہیں ان کے قلوب میں ملاء اعلیٰ اور عالم قدس سے عکس پڑتا ہے جسطرح سے صاف اور شفاف پانی میں آفتاب کی شعاعیں کروڑوں میل کے فاصلے پر پڑتی ہیں اور دکھلائی دیتی ہیں اور یہاں تک ان کا رسوخ ہوتا ہیکہ پانی کی تہہ تک اشیا نظر آجاتی ہیں اہل اللہ کی ارواح مقدسہ اور قلوب مصطفےٰ کیلئے بعد زمانی اور مکانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا حضرت سید احمد شہید جب دیوبند میں اس جگہ سے گذرے جہاں آج دار العلوم ہے تو پچاس سال پہلے بتلا دیا تھا کہ اس جگہ علوم کی بو آرہی ہے۔ عام لوگ کہیں گے کہ علم میں کوئی بو ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر مقدس چیز کا نور جداگانہ ہوتا ہے جسکو اہل اللہ کے قلوب محسوس کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی گناہ اور حرام کی ظلمت ہوتی ہے جسکو ان کے قلوب محسوس کر لیتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ وضو اور غسل کے پانی کو دیکھ کر بتلا دیتے تھے کہ اس میں فلاں گناہ دھل گیا ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے شروع میں ماء مستعمل کو نجس غلیظ قرار دیا تھا۔

جناب نواب صدیق حسن خاں اور حضرت شاہ ولی صاحب دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ اگر چند آدمیوں کا کشف اور الہام ایک ہی ہو تو اسپر یقین کر لینا چاہئے اور اسپر عمل کرنا جائز ہے اور حضرت غوث الاعظمؒ کے بارے میں تو ان کی ولادت سے پیشتر سینکڑوں اولیا اللہ کے الہامات اور مکشوفات ہیں۔

## ولادت کے بعد

آپ کی ولادت باسعادت یکم رمضان ۴۷۰ھ بار۴۷۱ھ کی شب اول میں ہوئی یعنی پہلے ماہ مبارک کے چاند نے طلوع کیا اور پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند نے طلوع فرمایا۔ ولادت سے پیشتر آپ کے والد انتقال فرما چکے تھے آپ کی والدہ کی عمر ۶۰ سال کی ہو چکی تھی۔ اسی طرح آپ کی پرورش آپ کے نانا جناب عبد اللہ الصومعی کے زیر سایہ رہی ماں بھی ولیہ اور نانا بھی قطب وقت اور آپ خود مادر زاد ولی۔ آپکی والدہ کا بیان ہیکہ عبد القادر کے حمل کا مجھے ثقل محسوس نہیں ہوا شب ولادت کے بعد دن نکلا تو آپ نے کوئی چیز منہ میں نہیں لی آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔

جب میرے یہاں عبد القادر پیدا ہوئے تو رمضان شروع تھا اس مقدس

مہینہ میں دن کے وقت کبھی میری چھاتی سے دودھ نہیں پیتے تھے
اتفاق سے ایک دفعہ ابر کی وجہ سے ہلال رمضان میں لوگوں کو شبہ
پڑ گیا بعض لوگوں نے مجھ سے آکر دریافت کیا تمہیں رویت ھلال
کی خبر ہے میں نے کہا آج میرے عبدالقادر نے دن کو دودھ نہیں
پیا اس سے میں سمجھتی ہوں کہ آج رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہے
سفینہ ص۶۲ حاشیہ غنیۃ الطالبین ص۳۴ منقول

ازبہجۃ الاسرار اذکار الابرار، ترغیب المناظر۔

رمضان المبارک میں دن میں دودھ نہ پینا آپ کی یہ خصوصیت بستی میں سب لوگوں پر عیاں تھی گویا دن
میں دودھ نہ پینا رمضان ہونے پر دلیل مانی جاتی تھی۔ آپ نے اپنے بعض اشعار میں خود فرمایا ہے
"میرے ابتدائی حالات کے ذکر سے سارا عالم بھرا پڑا ہے۔
اور گہوارہ میں میرا روزہ رکھنا مشہور ہے (حاشیہ غنیۃ از بہجۃ الاسرار)
آپ ہمیشہ بچوں کے ساتھ کھیلنے سے طبعًا اجتناب فرماتے تھے آپ خود اشارہ فرماتے ہیں۔
جب کبھی میں ہم جولیوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو غیب سے آواز آتی
الیّ یا مبارک: اے اللہ کے مبارک بندہ میری طرف۔
یہ سنکر میں ڈر جاتا اور بھاگ کر اپنی والدہ کی گود میں جا بیٹھتا (حاشیہ غنیہ)

## ابتدائی تعلیم

بہجۃ الاسرار کے مصنف نے آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کی سند سے آپ کا ارشاد نقل فرمایا شیخ عبدالقادر نے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپکو کب معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں آپ نے جواب فرمایا کہ میں اپنے شہروں میں دس سال کا تھا اپنے گھر سے نکلتا تھا اور مکتب کو جاتا تو ہمارے استاذ لڑکوں سے کہتے کہ ولی اللہ کیلئے جگہ چھوڑ دو تاکہ وہ بیٹھ جائے

پھر ایک دن ہمارے پاس ایک شخص آیا جس کو میں اس دن پہچانتا تھا اس نے فرشتوں سے اس دن سنا (منداء غیب) ایک نے کہا یہ لڑکا کون ہے اس نے اس سے کہا اسکی ایک دن شان عظیم ہوگی یہ دیا جائیگا روکا نہ جائیگا۔ قدرت دیا جائیگا اور محجوب ہوگا اس سے مکر نہ کیا جائیگا۔ پھر میں نے اس شخص کو چالیس سال کے بعد پہچانا تو وہ اس وقت کے ابدال میں سے تھا۔

---

[1] غنیۃ الطالبین کے مترجم نے یہ مقولہ فرشتوں کا نقل کیا ہے یعنی اسکو ندائے غیب قرار دیا ہے۔ لیکن بہجۃ الاسرار کے مصنف نے اسکو مکتب کے مدرس کا مقولہ نقل کیا ہے۔ قرین قیاس یہی ہے۔ واللہ اعلم

آپ نے فرمایا کہ میں اپنی جوانی کے دنوں میں سفر میں تھا میں نے لینے والے سے سنا کو وہ کہتا تھا۔

عبدالقادر تمکو میں نے اپنے تے پسند کیا ہے۔

میں آواز سنا کرتا تھا اور کہنے والے کو نہ دیکھتا تھا۔ مجاہدہ کے دنوں میں جب مجھے اونگھ آتی تو سنا کرتا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ اے عبدالقادر میں نے تم کو سونے کیلئے نہیں پیدا کیا ہم تمہارے اسوقت دوست تھے کہ تم کچھ نہ تھے سوجب تم کچھ تھے ہوگئے ہو تو ہم سے غافل نہ رہو۔ (بہجۃ الاسرار)

اوپر کی روایات سے یہ ثابت ہیکہ آپ دس سال کی عمر میں اپنے علاقے کے مکتب میں زیر تعلیم تھے۔ ظاہر یہ ہیکہ کچھ ابتدائی تعلیم نانا سے اور والدہ سے اور پھر مکتب کے مدرس سے حاصل کی اور یہ سلسلہ ۴۸۸ھ تک رہا کیوں کہ یہی سال آپ کی بغداد کی روانگی کا ہے۔ روایت سے یہ بھی ثابت ہیکہ مکتب میں صرف پڑھنے ہی کی حد تک معاملہ نہ تھا بلکہ ساتھ ہی ریاضت اور عبادت کا سلسلہ بھی جاری تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ نانا قطب اور ماں ولیہ پورے گھر میں شب بیداری کا ماحول ذکر اللہ ہی اللہ پھر غفلت کا کیا سوال مزید برآں کہ آپ مادرزاد ولی شروع سے ہی آپ کی نگرانی خود اللہ تعالیٰ فرماتا تھا اور فرشتہ دیکھ ریکھ کرتے تھے۔ ہمارے زمانے میں مشائخ کاندھلہ کے حالات پڑھنے سے کچھ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں طالب علمی کے زمانہ میں ریاضت اور عبادت اور ذکر و شغل کچھ عجیب ہی سا معاملہ بن گیا ہے لیکن میں نے اپنے زمانہ میں دیکھا ہے کہ طلبہ تہجد گزار ہوتے تھے ذکر و تسبیح کے پابند ہوتے تھے اور جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا وہ تعلیم کیساتھ ریاضت و عبادت میں بھی مشغول رہتے تھے آج حال یہ ہیکہ اساتذہ کی جیب بھی تسبیح سے خالی ہوتی ہے ہمارے زمانے میں طلبا کی بھی جیب میں تسبیح ہوا کرتی تھی۔ یہی حال روزوں کا تھا۔ مسنون روزوں کی اوراد ماثورہ اور اوراد و وظائف کا معمول اسباق ہی کی طرح رہتا تھا۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے حالات پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

حضرتؒ کی سوانح حیات اور تذکروں کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہیکہ علاقہ جیلان میں علوم شریعت کے بڑے مدارس نہ تھے بس قرآن شریف اور ابتدائی تعلیم ہوتی ہوگی۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں یوپی کے علاوہ دیگر ریاستوں میں دینی تعلیم کا معاملہ ہے لڑکے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے یوپی کے مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اسی طرح حضرتؒ نے بھی درسیات کی ابتدائی کتابیں اور قرآن شریف حفظ اپنے

---

لہ۔ کثرت ذکر کی وجہ سے جب نسبت اور ملکہ یادداشت قائم ہو جاتا ہے جسکو استحضار بھی کہہ سکتے ہیں تو منامات تو کم البتہ نداء غیب اور اونگھ کی حالت میں کشف زیادہ ہونے لگتا ہے یہ کشف و الہامات مختلف نوع کے ہوتے ہیں۔ پیش آمدہ واقعات اور حالات کے بارے میں جو مکشوفات اور الہامات ہوتے ہیں انکو اس طرح سمجھ لیجئے: مثلاً ایک آدمی بلندی پر ہے اور وہ گرد و پیش کی اشیاء کو

۴۴ بقیہ حاشیہ۔

دور تک دیکھ لیتا ہے۔ اور نشیب میں رہنے والوں کو اسکی خبر تک بھی نہیں ہوتی ایسے ہی وہ حضرات جنکے قلوب صاف ہوتے ہیں اور خیالات میں گندگی نہیں ہوتی وہ اوپر سے نازل ہونے والے حالات کو محسوس کر لیتے ہیں۔ حواس خمسہ ظاہرہ کیلئے ظاہری مواقع ہو سکتے ہیں لیکن ادراکات روح و قلب کیلئے کوئی مانع نہیں ہے۔ اس سے اہل اللہ اپنے وجدان سے محسوس کر کے بیان کرتے ہیں اسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| اتقوا بفراسۃ المومن فانہ، | فراست مومن سے ڈرو کہ وہ |
| ینظر بنور اللہ تعالیٰ۔ | اللہ کے نور سے دیکھتا ہے |

عام لوگ جو نکہ غفلت اور گندگیوں میں آلودہ ہوتے ہیں۔ بلا دریغ کہتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آیا۔ اول تو ان کی فہم ہی کب اس معیار کی ہے کہ جس پر بھروسہ کیا جائے۔ بالفرض اگر ہو بھی تو اپنی ہی محسوسات تک محدود رہیگی اور بس۔

بیدار ہوں دل جسکی فغان سحری سے

اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دوسرا باب

## بغداد میں — تعلیم وافتا

از ۴۸۸ھ تا ۵۲۱ھ

مکتبِ عشق ہے تعلیم محبت کیلئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گِل خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوب بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ بوے دلاویزے تو مستم

بگفتا من گِل ناچیز بودم — ولاکن صحبت با گل نشستم

جمال ہم نشیں در من اثر کرد

وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

# دوسرا باب

## بغداد میں تعلیم وافتا

از ۴۸۸ھ تا ۵۲۱ھ

### بغداد کیلئے سفر

شیخ ابو عبد اللہ[1] نے فرمایا۔ میں شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس تھا۔ ایک سائل نے آپ سے دریافت کیا کہ آپکا معاملہ کس پر مبنی ہے۔ فرمایا میرا معاملہ صدق پر مبنی ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میں جب اپنے شہر میں بچہ تھا ایک دن عرفہ کے دن جنگل میں نکل گیا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہو لیا اس نے میری طرف دیکھا اور کہا اے عبد القادر تم اس تے پیدا نہیں ہوئے ہو اور نہ تمہیں اس کا حکم ہوا ہے۔ تب میں ڈر کر اپنے گھر واپس آگیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں تب میں اپنی ماں کے پاس آیا اور بولا کہ آپ مجھے بخشدیں اور اجازت دو کہ میں بغداد جاؤں اور وہاں علم حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔ انہوں نے اس کا مجھے سبب دریافت کیا تو میں نے اپنا سارا حال بیان کر دیا وہ سن کر رو پڑیں۔ اور میرے پاس اسّی دینار لائیں جو میرے والد چھوڑ کر فوت ہو گئے تھے۔ والدہ نے چالیس دینار تو میرے بھائی کیلئے رکھ لئے اور چالیس دینار میری گدڑی میں بغل کے نیچے سی دیئے اور مجھے جانے کی اجازت دی اور مجھ سے عہد لیا کہ میں ہر حال میں سچ بولوں اور رخصت کرنے کیلئے باہر تک نکلیں اور بولیں۔ اے فرزند اب تم جاؤ اب میں واپس جاتی ہوں اب میں یہ چہرہ قیامت تک نہ دیکھوں گی۔

کتنا رقت آمیز منظر ہوگا۔ ماں نے اپنے لخت جگر کو جب رخصت کیا ہوگا اور دل پر کیا گزر رہی ہوگی اور لائق بیٹے کے دل پر کیا گذری ہوگی؟ مگر طلب علم دین کا شوق اور جذبہ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق فرمایا ہے کہ طالب علم کی رضا کیلئے فرشتے اس کے پیروں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ارشاد فرمایا تب میں ایک چھوٹے سے قافلہ کیساتھ جو بغداد کو جانے والا تھا روانہ ہوا جب ہم ہمدان[2] سے نکلے تو زمین ترنگ میں پہونچے تو جنگل میں سے ہم پر ساٹھ سوار ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا انہوں نے قافلہ کو پکڑ لیا لیکن مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور پوچھا اے فقیر تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس دینار ہیں اس نے کہا کہاں ہیں؟ میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے۔ اس نے مجھے ہنس کر چھوڑ دیا اسکے بعد ایک آدمی اور آیا اور اس نے بھی مجھ سے یہی پوچھا اور میں نے وہی جواب دیا۔

---

[1] حضرت شیخ کے ایک صاحبزادے کی کنیت ہے۔ حالات آئندہ مذکور ہوں گے [2] ہمدان ایران کا ایک شہر ہے۔

اور دونوں نے جاکر اپنے سردار سے کہا۔ سردار نے مجھے طلب کیا اور وہی سوال کیا جو پہلے لوگوں نے کیا تھا میں نے وہی جواب دیا تب اس نے میری گدڑی کو پھاڑنے کا حکم دیا تو اسمیں سے چالیس دینار نکلے۔ سردار نے کہا تم کو اقرار پر کس نے آمادہ کیا۔ میں نے کہا میری ماں نے رخصت کرتے وقت مجھ سے سچ بولنے کا عہد لیا تھا۔ یہ سنکر سردار رونے لگا اور بولا آپ اپنی ماں کے ساتھ عہد کے اتنے پابند ہیں اور میں خدا کیساتھ کئے عہد کا بھی پابند نہیں ہوں یہ کہہ کر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور سارے ڈاکوؤں نے بھی توبہ کی اور قافلہ والوں کا مال واپس کر دیا۔

## حالات بغداد

بغداد کو ۱۴۵ھ میں ابو جعفر منصور نے آباد کیا تھا[1] معجم البلدان کے مصنف نے لکھا ہے کہ اس جگہ کا انتخاب تعمیر شہر کیلئے ابو العباس نے کیا تھا[2] اسکو ۱۸ لاکھ بروایت دیگر ۸۰ لاکھ درہم خرچ کرکے ابو جعفر نے تعمیر کرایا اور اپنے محل کا سبز گنبد اتنی بلندی پر تعمیر کرایا جو دور سے نظر آتا تھا اسی شہر کی چار دیواری یا جامع مسجد کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تھا کہ اگر مجھ سے اسکی اینٹ شمار کرنے کو کہا جائے تو شمار نہ کروں گا کیونکہ ان سے پیشتر کسی صاحب نے لاٹھی کے ذریعہ اسکی اینٹوں کو شمار کیا تھا خطیب بغدادی نے لکھا کہ یہ غلط ہے کہ امام نے اسکی اینٹوں کو شمار کیا تھا دوسرے ذریعہ سے وہی روایت امام صاحب کو پہونچی تھی[3]

اس شہر کو سیدۃ البلاد یا ام الدنیا کہا جاتا تھا اور دار السلام بھی مروی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بمبئی کو عروس بلاد کہا جاتا ہے۔ اس کے متعدد اسماء نقل ہوتے ہیں۔ مثلاً سفداذ۔ مغداد۔ مقدان اور بغداد عجمی لفظ ہے۔ بغ۔ باغ۔ اور داد آدمی کو کہتے ہیں۔ یہ بھی ہے کہ بغ کسی بت کا نام ہے اور داد عطا کو کہتے ہیں۔ کسریٰ کا مقولہ ہے کہ الصنم اعطانی۔ بت نے مجھے دیا۔[4] ۶۵۶ھ کو ہلاکو خان نے اسکو برباد کر دیا یہ چنگیز خاں کا پوتہ تھا۔

حضرت موسیٰ کاظم کا یہیں مقبرہ ہے یہ مقبرہ سب سے پہلا مقبرہ ہے۔ جو اس زمین میں واقع ہوا۔ اس شہر میں چند قبرستان مشہور ہیں مثلاً۔ مقبرہ خیزران وغیرہ[5] یہیں امام ابو حنیفہؒ کا مقبرہ ہے اور یہیں امام احمد حنبلیؒ کا مقبرہ ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی میں دو رکعت نماز پڑھ کر امام ابو حنیفہؒ مقبرے کے پاس دعا کرتا۔ فوراً دعا قبول ہو جاتی۔ یہی انہوں نے موسیٰ کاظم کے مقبرہ کے بارے میں فرمایا جو معلوم رہے بغداد میں آنے کے بعد امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے احترام میں کبھی رفع یدین نہیں کیا۔[6]

---

[1] تاریخ بغداد از خطیب ج ۱ ص ۶۹ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] معجم البلدان ج ۲ ص ۴۶۶ [5] تاریخ خطیب ج ۱ ص ۱۲۰ [6] تاریخ خطیب ج ... امام ابو حنیفہ تالیف راقم الحروف۔ معلوم رہے کہ اہل اللہ کے مزار کے پاس جاکر دعا کرنا اقرب الی الاجابت ہے۔ اگر یہ جب نیز خود دو نفل صلوٰۃ حاجت کے طور پر پڑھے۔ اچھا ہے کہ اسکا ثواب کسی ولی اللہ کو بخشدے۔ انشاء اللہ۔ مطلب برآری ہوگی۔

## بغداد میں مجلس وعظ

بغداد شریف اس زمانہ میں علوم اسلامیہ کا مخزن تھا۔ فقہ۔ احادیث کے بہت سے حلقہائے درس تھے۔ جیسا امام ابوحنیفہؒ کے سوانح میں مذکور ہے۔ اسی طرح وہاں حلقہائے وعظ بھی متعدد تھے۔ علوم شریعت کی اشاعت کا تعلق حلقہائے درس سے اور لوگوں کی اصلاح اور تربیت کا تعلق حلقہائے وعظ سے تھا۔ میرا قیاس یہ ہیکہ دین کے یہ دونوں کام اس وقت دو طبقوں کے سپرد تھے۔ فقہ، حدیث کا درس دینے والے حضرات فقہا و محدثین کہلاتے تھے اور وعظ کا کام کرنے والے حضرات صوفیا کہلاتے تھے غرضیکہ دونوں قسم کے بزرگ بغداد میں تھے اسی وجہ سے حضرت شیخؒ نے فرمایا تھا کہ میں حصول علم اور بزرگوں کی زیارت کیلئے جانا چاہتا ہوں۔

## وعظ کی ابتداء

بغداد میں مجلس وعظ کی ابتدا، حضرت ابوحمزہؒ بغدادی متوفی ۲۶۹ھ سے ہوئی یہ حضرات صوفیاء کے تیسرے طبقہ سے ہیں ابوحمزہ کنیت محمد ابراہیم نام ہے سن وفات ۲۶۹ھ ہے۔ عیسیٰ بن ابان مشہور محدث کی اولاد میں سے ہیں۔ سری سقطی، بشر حافی، ابوتراب بخشی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ابوبکر کتانی اور خیر نساج نے ان سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

جنید بغدادی:۔ ابوحمزہ خراسانی۔ ابوسعید خرازؒ کے بعد انتقال ہوا ہے ان کا مقولہ ہے۔

| | |
|---|---|
| لولا الغفلة ماتت الصدیقون | اگر غفلت نہ ہوتی تو صدیق حضرات |
| من روح ذکر اللّٰہ | اللہ کے ذکر کی راحت سے مرجاتے |

یعنی کبھی کبھی غفلت بھی خاصہ بشریہ میں سے ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ طرطوس پہونچے وہاں لوگوں میں بہت مقبولیت ہوئی۔ اتفاقاً کسی دن حالت سکر میں کوئی کلمہ منہ سے نکل گیا۔ اہل ظاہر نے وہی کیا جو اس قسم کے لوگوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں انکو زندیق قرار دے کر ان کے جانور لوٹ لئے اور کہا یہ زندیق کا مال ہے لوٹ لو! جب وہ طرطوس سے باہر نکالے جارہے تھے وہ یہ بیت پڑھ رہے تھے۔

| | |
|---|---|
| لک فی قلبی المکان المصون | کل عتب علی فیک یھون |
| میرے دل میں تیرا ایک مکان محفوظ ہے | تیرے بارے میں میرے اوپر عتاب آسان |

آپ ہی کا یہ ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| حب الفقراء شدید لا یصبر | فقراء سے محبت کرنا دشوار ہے |
| علیہ الاصدیق | اسپر صدیق ہی صبر کرسکتا ہے۔ |

---

لہ تاریخ بغداد ج۱ ص۔ سہ اول غفلت حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ہوئی اسی وجہ سے تو وہ شجر ممنوع کی طرف راغب ہوئے لیکن معلوم ہے ہر ایک کی غفلت اسی کے مرتبہ و شان کے مطابق غفلت کہلاتی ہے۔ ہم لوگوں کی غفلت ہماری شخصیت کے اعتبار سے ہے ادنی درجہ کی غفلت ہوتا ہے اور عالی درجہ کی غفلت کفر ہے۔ (روض الریاحین یافعی)

یعنی حضرات فقراء سے دوستی اور محبت میں بہت بلایا اور مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ان کی محبت میں دولت دنیا اور جاہ دنیا نہیں ملتی کہ جسکے حصول کیلئے ہر مشقت آسان ہو جاتی ہے اور ہر دنیادار اسکو برداشت کرلیتا ہے۔ فقراء کی محبت میں تو صرف صدق و صفا ہی حاصل ہوتا ہے اور اس کیلئے بہت پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور اس پر صبر کوئی صدیق ہی کر سکتا ہے[1]۔

یاد رہے کہ علماء ظاہر اور اہل دل کی آویزش ہمیشہ سے ہی رہی ہے۔ علماء ظاہر اہل عقل ہوتے ہیں اور اہل دل حق و حقیقت کے واقف کار اور راز دار ہوتے ہیں یہی خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں اور یہی وارث انبیاء ہوتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ہم نے اپنی کتاب میں لکھا ہیکہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہؒ کی والدہ کو ایک مسئلہ پیش آیا۔ انہوں نے امام صاحب سے کہا۔ جاؤ! ابو ذرع واعظ سے پوچھ کر آؤ۔ یہ بھی روایت ہیکہ یہ کہا تھا کہ مجھے ابو ذرع واعظ کی مجلس میں لیکر چلو؟ آپ ابو ذرع واعظ کی مجلس میں گئے اور بیان فرمایا۔ ابو ذرع نے کہا حضرت! آپ ہی بتلا دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ والدہ کا اصرار تھا۔ ابو ذرع واعظ نے کہا اچھا اس کا جواب کیا ہے؟ امام صاحب نے جواب دیدیا۔ وہی ابو ذرع نے بتلا دیا تب آپ کی والدہ کو سکون ہوا۔

اسی طرح ایک واقعہ۔ امام صاحب ہی کا۔ عمر بن ذر واعظ کی مجلس کے بارے میں لکھا ہے۔ ان دونوں واعظوں سے امام صاحب کی والدہ کو بہت عقیدت تھی[2]۔

ابتداء ہی سے کچھ ایسا اتفاق ہے کہ اسلامی معاشرہ نے واعظوں کو بزرگی کا درجہ دیدیا ہے اور درس و تدریس والوں کو صرف عالم جانا ہے جیسا کہ اوپر کے واقعات سے ثابت ہے۔ لیکن اچھے اور نیک واعظوں نے قوم کی اصلاح کی ہے اور قوم کو فائدہ پہونچایا ہے۔ اور اگر اہل دنیا نے اس منصب کو اختیار کیا ہے تو انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور خود دنیا کمائی ہے۔ بغداد پہونچنے پر امام ابن تیمیہ کے ان واعظوں سے بہت سے مناظرے ہوئے ہیں اور امام نے ان کو شکست دی ہے۔

منبر واعظ پر بیٹھنے کے بعد یہ حضرات جسطرح بے سرو پا باتیں ہانکتے ہیں اور عوام پر چھا جاتے ہیں کہ اہل حق کو حق کی اشاعت میں بڑی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ موضوعات کبیر اور دوسری کتابوں کو پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہیکہ انہیں بناوٹی مولاناؤں اور صوفیوں نے حلقہائے وعظ سے حلقہائے عرس اور قوالیوں کو پیدا کیا ہے۔ آج بھی ان واعظوں نقاروں کے ہاتھوں علمائے حق کو بہت ایذائیں پہونچی ہیں۔

---

[1] نفحات الانس ص۵۔ [2] حیات امام اعظم ابو حنیفہ ص۲۹۶ اسلام میں واعظین کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ کم ہی حضرات ہیں جو اہل حق ہوئے ہیں۔ ورنہ بیشتر تعداد ان لوگوں کی ہے جو دنیا طلب ہوئے ہیں۔ دروغ گوئی، رزق اور خوشنودی عوام یا حکومت وقت کی خاطر ان لوگوں نے احادیث گھڑی ہیں۔ موضوعات کبیر میں ان کے بہت قصے ہیں۔

لیکن مسلم عوام ہیں کہ بقول شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ انہیں بھیڑیوں کو بزرگ سمجھ رہے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے اپنے مواعظ میں انہیں علمار سو قرار دیا ہے اور انہیں کو منافق قرار دیا ہے اور انہیں کو شیطان قرار دیا ہے ورنہ حقیقۃً انہوں نے اپنے مواعظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

تمہیں دو امام کی ضرورت ہے۔ پہلے امام شریعت اور بعد میں امام طریقت کی۔ اگر یہ دونوں چیزیں کسی ایک ہی شخص کو حاصل ہوں تو کیا کہنا۔ (فیوض یزدانی)

حضرت نے جو سلوک و تصوف پیش کیا ہے وہ یہ ہے۔ جو علم شریعت کے ساتھ ساتھ ہو وہ فرماتے ہیں جو کچھ ہو شریعت کے ہاتھ سے تو الحمد اللہ ہمارے مشائخ میں یہ خوبی ہیکہ وہ بیک وقت واعظ بھی تھے اور صاحب درس وافتا بھی تھے اور صاحب خانقاہ صوفی بھی تھے اور ہیں۔

## طالب علمی کے بعض واقعات

شیخ ابوالفضل احمد بن صالح کہتے کہ میں مدرسہ نظامیہ میں شیخ عبدالقادر ؒ کے ساتھ تھا۔ آپ ایک دن مجلس میں بیٹھے قضا و قدر کے بارے میں کلام فرما رہے تھے۔ اتنے میں چھت سے ایک سانپ گرا سب حاضرین بھاگ کھڑے ہوئے مگر آپ بدستور ویسے ہی بیٹھے رہے سانپ آپ کے گریبان سے داخل ہوکر پورے جسم کا چکر لگاتا ہوا گردن کو لپیٹے لیتا ہوا باہر نکل آیا اور کھڑا ہو گیا اور آپ سے بات کرنے لگا آپ نے اس سے سنا اور اسکو جواب دیا ہم کچھ نہ سمجھے ہم نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ سانپ کہہ رہا تھا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا ثابت قدم نہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا تو جس وقت گرا میں قضا و قدر کے بارے میں کلام کر رہا تھا۔ سو میں نے ارادہ کیا میرا فعل میرے قول کے خلاف نہ ہو اور تو ایک کیڑا ہے اور قضا تجھکو حرکت دیتی ہے (بہجۃ الاسرار)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا ما لا تفعلون ایمان والوں وہ بات نہ کہو جو نہ کر سکے ہو۔

ہمارے مشائخ میں سے حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کا واقعہ ہے کہ ترمذی کے درس کے دوران ایک دفعہ بچھو اور ایک مرتبہ چھپکلی کرتے کے اندر گھس گئی الیکن آپ برابر درس دیتے رہے بعد درس کے کرتا اٹھا کر دیکھا تو ایک مرتبہ بچھو نکلا اور ایک مرتبہ چھپکلی نکلی۔

معلوم ہے یہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ سے تقابل نہیں بلکہ یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اسوۂ صدیق اکبر ؓ اور اسوۂ شیخ عبدالقادر جیلانی کو زندہ رکھنے والے آپ کے سچے جان نثار اور متبعین ہے

لوگ ہیں نہ کہ بناوٹی وجد وحال والے معلوم رہے اتباع حلوے پر نہیں گرم توے پر ہوتی ہے۔

جناب شیخ عبدالرزاق صاحب آپ کے صاحبزادے نے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار میں جامع منصور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ستونوں سے میں نے سرسراہٹ کی آواز سنی اس پر سے ایک سانپ اترا اور مقام سجدہ پر آکر کھڑا ہو گیا جب میں سجدہ میں گیا تو اسکو ہاتھ سے ہٹا دیا اور جب میں التحیات میں بیٹھا تو وہ میری ران پر آگیا جب میں نے سلام پھیرا تو وہ غائب ہو گیا اگلے دن میں جامع مسجد سے باہر میدان میں گیا تو میں نے ایک دراز قد آدمی جسکی بلی کی سی آنکھیں تھیں دیکھا۔ اس نے کہا میں وہی کل والا سانپ ہوں۔ اور کہا میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو دیکھا ہے لیکن آپ جیسا ثابت قدم نہیں دیکھا۔ اس کے بعد اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور چلا گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

## والدہ کی جانب سے تحفہ

چند سال گزرنے کے بعد آپ کی والدہ نے ایک شخص کے ہاتھ دس دینار بھیجے وہ بغداد آیا اور آپ کو تلاش کیا مگر آپکا پتہ نہ چلا۔ ایک دن جب وہ فاقہ سے تنگ آگیا انہیں دس دینار میں سے کچھ کھانا خریدا اور مسجد میں جا بیٹھا آپ اسی مسجد میں کئی دن کے فاقہ سے تھے۔ اس آدمی نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ۔ عبدالقادر میں ہی ہوں۔ تب اس نے آپ سے معذرت چاہی اور کہا آپ کی والدہ نے دس دینار دیئے تھے اس میں سے مجھ سے بھوک میں اتنا تصرف ہو گیا ہے۔ آپ نے اسکو معاف کر دیا اور فوراً دس دینار کا کھانا لیکر جنگل گئے اور تمام فقراء کو تقسیم کر دیا (سفینہ)

## شیخ حماد بن مسلم دباس

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت شیخؒ نے اپنی والدہ سے عرض کیا تھا کہ میں بغداد تحصیل علم اور بزرگوں کی زیارت کیلئے جانا چاہتا ہوں اس لئے آپ اکثر و بیشتر شیخ حماد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی روحانی تربیت شیخ حماد نے فرمائی تھی اور بیعت آپ شیخ ابوسعید مبارک مخزومی سے ہوئے وہ آپ کے استاذ بھی ہوتے ہیں اور پیر بھی۔

بہجۃ الاسرار کے مصنف نے لکھا ہے شیخ حماد ان لوگوں میں سے ہیں جنکی صحبت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رہے۔ انہوں نے شیخ حماد کی تعریف کی ہے۔ شیخ ابوالوفا جب بغداد میں آتے تو ان کے پاس ٹھہرتے تھے۔ شیخ نجیب الدین سہروردی فرماتے ہیں" اگر ابوالقاسم قشیری آپ کو دیکھتے تو اپنے رسالے میں انکو بہت حضرات پر مقدم رکھتے اور فوقیت دیتے۔ ابو یعقوب یوسف ہمدانی فرماتے ہیں کہ شیخ حماد کے کلام میں وہ خوبی ہے جو بہت سے متقدمین کے کلام میں نہیں ہے۔ اپنے نفس پر سخت گرفت کرتے تھے۔

ان سے مروایت ہیکہ۔ ایک دن شیخ معروف کرخی کے مزار کی زیارت کو چلے راستہ میں ایک مکان

ے گانے کی آواز آئی۔ واپس آگئے۔ گھر والوں کو جمع کیا اور پوچھا کہ آج مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے جو الیسا واقعہ پیش آیا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ کل ایک پیالہ خریدا تھا جسمیں تصویر تھی۔

آپ نے فرمایا کہ دل تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دل وہ جو دنیا کا چکر لگاتا ہے۔ ایک دل وہ جو آخرت کے چکر لگاتا ہے۔ ایک دل وہ جو مولیٰ کا چکر لگاتا ہے۔ جو دل دنیا کا چکر لگاتا ہے وہ زندیق ہے۔ لہذا تم دل کو یقین کیساتھ پاک کرو۔ تاکہ اسمیں تقدیر جاری ہو۔

جب آدمی میں معرفت آجاتی ہے تو اس کے افعال ربانی ہو جاتے ہیں اور موجودات غائب ہو جاتے ہیں۔

## امام حنبل کے مزار پر

شیخ علی بن ھیتی فرماتے ہیں۔ ایک دن میں نے شیخ بقا بن بطو اور شیخ عبدالقادرؒ صاحب کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ کی زیارت کی میں نے دیکھا امام موصوف اپنی قبر سے نکلے اور شیخ کو اپنے سینے سے لگالیا۔ اور ان کو خلعت پہنایا اور فرمایا اے شیخ عبدالقادر بیشک میں تمہارا علم شریعت اور علم حقیقت، علم حال وفعل میں محتاج ہوں (بہجۃ الاسرار)

## شیخ معروف کرخی کے مزار پر

شیخ علی بن ھیتی نے فرمایا۔ میں نے شیخ عبدالقادرؒ کے ساتھ امام معروف کرخیؒ کی قبر زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ السلام علیک یا شیخ معروف۔ تم ہم سے دو درجہ اوپر گزر گئے ہو۔ پھر دوبارہ زیارت کی تو آپ نے فرمایا السلام علیک یا شیخ معروف ہم تم سے دو درجہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ معروف کرخی نے قبر سے جواب دیا والسلام علیک اے اپنے زمانے کے سردار۔

معلوم رہے اس قسم کے واقعات حضرات اولیاء عظام کے حالات میں بکثرت ملتے ہیں۔ بظاہر تو یہ حیرت واستعجاب کے واقعات ہیں لیکن حیرت کی کوئی بات نہیں۔ ان حضرات کو بعض مرتبہ کشف ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بلکہ اپنی آنکھوں سے وہ ایسا دیکھتے ہیں کہ عالم واقعہ میں ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا تھا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا اسوقت روح سے اتصال تھا جو پورے عالم میں سرائیت کئے ہوئے ہے اسی وجہ سے ان کی مجلس میں عجائبات کا ظہور ہوتا تھا۔[1]

## زیارت قبور کا طریقہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی قبر پر حاضری کا اتفاق ہو تو قبرستان میں جوتا پہن کر نہ جائے اور قبر سے اتنی دور کھڑا ہو جتنی دور اس کی زندگی میں ہوتا تھا اور اول و آخر درود شریف کے بعد گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔

---

[1] انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی۔

اور امام اعظم ابو حنیفہؒ نے روایت کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اذا خرج الی المقابر هم قال السلام علی اهل الدیار من المسلمین و انا ان شاء الله بکم لاحقون نسال الله لنا ولکم العافیة۔ (مسند امام) | جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف جاتے تو فرماتے۔ السلام علی اہل الدیار من المسلمین۔ اور ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ انشاء اللہ ہم تمہارے لئے اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ |

معلوم ہوا ہے زیارت قبور مستحب ہے بالاجماع۔ اس سے قلب میں نرمی پیدا ہوتی ہے موت اور آخرت یاد آتی ہے غیر اللہ سے استمداد کو اکثر فقہا نے مکروہ اور ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن حضرات صوفیہ اور بعض فقہا نے اسکو جائز قرار دیا ہے اور امام شافعیؒ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰ کاظم کی قبر کے پاس دعا مانگنا مجرب اور تریاق ہے

حضرت شیخ قدس سرہ العزیز نے قبور پر یا غیر قبور پر راگ یا گانے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اگر کوئی کہے کہ وہ یاد الٰہی میں رغبت بڑھانے کو گانا سنتا ہے جو بخشش کا باعث ہے تو وہ جھوٹا ہے کیوں کہ شریعت میں راگ سننے کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ یہ فلاں کیلئے جائز اور فلاں کیلئے ناجائز ہے۔ اگر گانا سننا جائز ہوتا تو انبیاء علیہم السلام یا ایسے شخص کیلئے جائز ہوتا جنہیں اس کے سننے سے لذت نہ آتی۔ اسی طرح ایسے افراد کو شراب پینا جائز ہوتا اور شراب پیکر حرام سے بچ جاتے۔ اگر کوئی شخص خوبصورت لڑکیوں یا عورتوں میں بیٹھ کر یہ دعویٰ کرے کہ میں دل کو حسن کی جانب سے عبرت کیلئے ایسا کرتا ہوں تو یہ محض ایک حیلہ ہے۔ جو شخص حرام چیز کے استعمال کو عبرت اور نصیحت کا موجب بتاتا ہے اس کا یہ فعل حرام کاری کے ارتکاب سے زیادہ ہے۔

اصل سماع اور وجد کیلئے حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کا اسوہ موجود ہے۔ وہ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی محفل وجد و سماع میں شرکت نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خلاف سنت ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا نے ارشاد فرمایا کہ نصیر الدین ٹھیک کہتے ہیں۔

## خداقت علمی

ایک دفعہ بلاد عجم سے بغداد کے علماء کے پاس سوال آیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر تین طلاق کی قسم کھائی ہے کہ وہ ایسی عبادت کریگا کہ اسوقت روئے زمین پر اس کے برابر کوئی عبادت نہ کرتا ہوگا؛ تمام علماء و فقہا اس سے حیران ہو گئے۔ سوال آپ کے پاس گیا تو آپ نے جواب ارشاد

فرمایا کہ اس کے تے مطاف کو بالکل خالی کردیا جائے کہ کوئی آدمی طواف نہ کرے صرف وہی طواف کرے اسوقت وہ اپنی قسم سے باہر آجائے گا۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک قاری تے ایک آیت تلاوت فرمائی۔ آپ نے اسکی چالیس تفسیر اور ہر تفسیر دلیل کے ساتھ اور ہر دلیل سند کے ساتھ بیان فرمائی اور اس کے مابعد ارشاد فرمایا گذاشتیم قال وباز آمدیم بحال (اخبار الاخیار صلا) اب ہم قول کو چھوڑ کر حال کی طرف آتے ہیں۔

## مدرسہ نظامیہ

یہ عرض کیا جاچکا ہے کہ ۱۴۵ھ میں خلیفہ ابوجعفر منصور نے بغداد کو تعمیر کیا تھا تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے ۱۳۱ھ سے بنانا شروع کیا تھا اور ۱۴۵ھ میں فراغت ہوگئی تھی خلیفہ منصور کا انتقال ۱۵۸ھ میں ہوا اور ۱۵۹ھ میں مدرسہ نظامیہ کی تعمیر سے فراغت ہوئی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ مدرسہ نظامیہ ۱۵۸ھ میں خلیفہ منصور کے زمانہ میں تعمیر ہوا۔ اس کے سب سے پہلے مدرس ابواسحٰق شیرازی تھے لیکن انہوں نے کسی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کی ابن صباغ نے ۱۶۰ھ میں یہاں درس دیا اس کے بعد ابواسحٰق کو راضی کرلیا گیا اور وہ پڑھانے لگے۔ (تاریخ الخلفاء صلا ۲۹۵)

امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ نے نظام الملک طوسی کے زمانے میں اسی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی یہیں شیخ نجیب الدین سہروردی اور شیخ شہاب الدین نے تعلیم حاصل کی تھی۔ یہیں شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے ۴۸۸ھ میں داخلہ لیا تھا۔ بہجۃ الاسرار کے مصنف کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے ۵۱۳ھ میں مدرسہ نظامیہ میں پڑھایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ۲۵ سال تک پڑھنے اور پڑھانے کا تعلق آپ کا مدرسہ نظامیہ سے رہا۔ صاحب اخبار الاخیار نے آپ کے پڑھنے اور پڑھانے کی کل مدت ۳۲ سال لکھی ہے یعنی ۵۲۱ھ تک اس کے بعد آپ اپنے استاذ کے مدرسہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ مدرسہ ۵۲۸ھ میں بنکر مکمل ہو گیا تھا۔ بعد میں اسی مدرسہ کا نام مدرسہ معمورہ ہوا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## بغداد کے مشہور مزارات

۱۔ امام اعظم ابوحنیفہ رح متوفی ۱۵۰ھ

۲۔ مزار امام یوسف رح متوفی ۱۹۲ھ

۳۔ مزار شیخ عبدالقادر جیلانی رح متوفی ۵۶۱ھ

۴۔ مزار سیدنا معروف کرخی متوفی ۲۰۰ھ

۵۔ مزار سیدنا جنید بغدادی متوفی ۲۹۷ھ

۶۔ مزار سیدنا سری سقطی " ۲۵۳ھ

۷۔ " " موسیٰ کاظم " ۱۸۳ھ

۸۔ " " امام محمد تقی جواد " ۲۲۰ھ

۹۔ " " احمد بن حنبل " ۲۴۱ھ

۱۰۔ " " امام غزالی " ۵۰۵ھ

۱۱۔ " " شیخ شہاب الدین سہروردی

۱۲۔ " " امام داؤد طائی

۱۳- مزار حضرت ابوبکر شبلی ۱۴- بشر حافی۔

۱۵- " منصور حلاج ۱۶- ملکہ زبیدہ زوجہ ھارون رشید۔

ان کے علاوہ ۱۲ خلفاء بن عباس حضرت امام ابوحنیفہؒ کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

## حصول علم اور اساتذہ

۴۸۸ھ میں چار سو میل کا پر خطر اور مشقت سے بھرپور سفر طے کرنے کے بعد آپ بغداد پہونچے اور مدرسہ نظامیہ کے اساتذہ اور دیگر علماء کرام سے علم حدیث اور فقہ۔ علم نحو۔ معانی۔ بلاغت ادب غرضیکہ مختلف فنون اسلامیہ کو مختلف اساتذہ سے حاصل کیا اور نہایت مشقت سے اسکو سیکھا۔ بہت تکالیف اور مصائب کا آپکو سامنا کرنا پڑا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ۔

جس زمانہ میں میں اساتذہ اور علماء سے علم فقہ حاصل کر رہا تھا اسوقت سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا۔ دن ہو یا رات۔ آندھی ہو یا بارش جنگلوں اور بیابانوں میں پھرا کرتا تھا میرے سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا۔ صوفی جبہ پہنا کرتا تھا ننگے پیر ہوا کرتا تھا اور کانٹوں اور پتھریلی زمین پر پھرا کرتا تھا دریائے دجلہ کے کنارے گھاس۔ پات ساگ ملتا اسکو کھا لیتا غرضیکہ بڑی محنت اور مشقت اور مصیبت برداشت کرنا پڑی ہے۔

آپنے تمام علوم میں اسقدر مہارت حاصل کرلی کہ آپ اپنے زمانہ کے تمام علماء پر سبقت لے گئے اور دور نزدیک مشہور ہو گئے (دیباچہ غنیۃ الطالبین)

## آپ کے اساتذہ

آپ نے جن حضرات سے علم حاصل کیا ان میں سے بعض جو مشہور ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ ابوالخطاب محفوظ الکلاباذی ۲۔ ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلی۔

۳۔ محمد بن حسین بن فراحنبلی ۴۔ قاضی ابوسعید مبارک بن مخزومی۔

۵۔ علم حدیث ان حضرات سے حاصل کیا۔

۱۔ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی۔ ۲۔ ابوسعید محمد بن عبدالکریم

۳۔ ابوالغنائم محمد بن علی میمون القرشی۔ ۴۔ ابوبکر احمد بن مظفر

۵۔ ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین۔ ۶۔ القاری السراج

۷۔ ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد ۸۔ ھبۃ اللہ بن مبارک۔

۹۔ ابونصر محمد ۱۰۔ ابوزکریا بن یحیٰی بن علی تبریزی۔

آپ نے موخر الذکر تین حضرات سے علم ادب بھی حاصل کیا یہ مدرسہ نظامیہ کے مدرس اعلیٰ تھے چند کتابوں کے مصنف ہیں ان میں دیوان متنبی کی شرح بھی ہے ۔ آخر میں آپ قاضی ابو سعید مخزومی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور ان سے پڑھا ۵۲۱ھ میں مدرسہ بن کر مکمل ہوگیا تھا پھر آپ اسی میں پڑھانے لگے تھے بعد میں یہ مدرسہ، مدرسہ معمورہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مندرجہ بالا حضرات علماء کرام میں بیشتر حضرات شافعی ۔ حنبلی ہیں صرف صبغتہ اللہ مبارک حنفی ہیں۔

## آپ کی مرویات

ویسے تو حضرت شیخ کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر چودہ پندرہ متصل ہیں ۔ جنکو آئمہ صحاح ستہ نے بلا جرح و تنقید تخریج کیا ہے۔ یہ بات دیگر ہے کہ آئمہ صحاح ستہ تک وہ احادیث حضرت شیخ کی سند سے نہیں بلکہ دوسرے اسناد سے متصل ہیں ۔ البتہ حضرت شیخ نے ان احادیث کو آئمہ صحاح ستہ تک اپنے اسناد سے متصل کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| عن یعلی بن امیہ قال | یعلی بن امیہ سے روایت ہے انہوں نے |
| قلت لعمر بن الخطاب انما قال | کہا میں نے حضرت عمر سے کہا۔ اللہ تعالیٰ |
| اللہ تعالیٰ ان تقصروا من | نے فرمایا ہے ۔ ان تقصروا من |
| الصلوٰۃ ان خفتم ان | الصلوٰۃ الخ یعنی قصر کا حکم دیا ہے |
| یفتنکم الذین کفروا فقد | اب تو لوگ بے خوف ہوجاتے حضرت |
| امن الناس قال عمر عجبت | عمر نے فرمایا مجھے بھی تعجب ہوا تھا |
| مما عجبت منہ فسالت | جو تمہیں ہوا ہے تو میں نے جناب رسول |
| رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے |
| فقال صدقۃ تصدق اللہ | دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ |
| بها علیکم فاقبلوا صدقتہ (مسلم) | نے اسکا تم پر صدقہ کیا ہے پس تم اللہ کے |
| | صدقہ کو قبول کرو۔ |

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نماز کے بیان میں روایت کیا ہے ابو بکر بن شیبہ اور ابو کریب محمد بن العلا اور ابو خثیمہ زہیر بن حرب الحق بن ابراہیم سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے عبداللہ بن ادریس اور محمد مقدمی سے اور یحییٰ بن سعید سے اور ان دونوں نے ابن جریج سے روایت کی ہے ۔ مشکوٰۃ شریف میں باب صلوٰۃ المسافر میں یہ حدیث ہے ۔

۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلم کی روح ایک پرندہ

ہوگی جو کہ جنت کے دروازہ پر لٹکتا ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسکو اسکے جسم میں اس دن لوٹائے گا جس دن اسکو اٹھائے گا۔

اس حدیث کو تین آئمہ نے تخریج کیا ہے۔ ترمذی۔ نسائی ابن ماجہ نے اور ترمذی نے باب جہاد میں اور ابن ماجہ نے باب الجنائز میں روایت کیا ہے۔

۳۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک ۔ الخ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ بڑھا کر دیا جائیگا ایک نیکی کا دس گنے سے سات سو گنا تک زیادہ تک۔ مگر روزہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا اس نے میرے لئے اپنی خواہشات اور کھانے کو چھوڑا اور روزے دار کیلئے دو فرحت ہیں۔ ایک روزہ افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے بہتر ہے

اسکو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں متفق علیہ حدیث میں کچھ اضافہ ہے۔

۴۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان اقول سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر احب الی مما طلعت علیہ الشمس (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سبحان اللہ الحمد پڑھوں میرے لئے یہ پڑھنا ان تمام چیزوں سے محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے کتاب الدعوات میں روایت کیا ہے اور یہ مشکوٰۃ شریف میں باب ثواب التسبیح الخ میں فصل اوّل میں مذکور ہے۔

۵۔ عن ابی سعید خدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو اگر تم میں سے کوئی آدمی مثل احد پہاڑ کے سونا بھی خرچ کرے تو صحابہ کے آدھا سیر بلکہ اسکا آدھا کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث کو آئمہ صحاح ستہ نے اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں باب مناقب صحابہ میں مروی ہے۔

۶۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی انگارے پر بیٹھے کہ اسکے کپڑے جل جائیں اور کھال تک پہونچ جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ کسی کی قبر پر بیٹھے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے کتاب الجنائز میں ذکر کیا ہے اور صاحب فتح الملہم نے مرقات کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ قبر پر مطلقاً بیٹھنا، تکیہ لگانا مکروہ ہے اور اس پر پیشاب پاخانا کیلئے بیٹھنا حرام ہے یہ وعید اسی کے تئے ہے۔ فتح الملہم ج ۲ ص ۵۰۰۔

۷۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نقول لا یفطر۔ یفطر حتی نقول لا یصوم وما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر الا رمضان وما رایتہ فی شہر اکثر منہ صیاما فی شعبان۔ مسلم۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھا کرتے تھے حتی کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہ کریں گے اور نہ رکھتے اتنے اتنا کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے رمضان کے علاوہ پورے ماہ کا روزہ رکھتے آپ کو کبھی نہیں دیکھا اور شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں آپ نے روزہ نہیں رکھا۔

یہ متفق علیہ حدیث ہے اسکو امام مسلم نے متعدد اسناد سے روایت کیا ہے اور اسکو حضرت ابن عباس سے بھی روایت کیا ہے۔

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہیں اور جب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں اور عورتیں اور اولاد ہم سے ملتے ہیں تو ہم کو دنیا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ کو اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اسی حال میں رہو جسمیں میرے

پاس ہوتے ہو تو فرشتے تم سے مصافحہ اور تمہارے گھر والوں میں اگر
تم سے ملاقات کریں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پیدا
کرے گا جو گناہ کرے اور استغفار کرے پھر اللہ تعالیٰ اسکو معاف
کرے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ہمکو جنت کی بات بتائیں کہ وہ کیسی
ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ
چاندی کی ہے اس کے کنگورے موتی اور یاقوت کے ہیں اسکا
گارہ مشک اور مٹی زعفران کی ہے جو اسمیں داخل ہوگا وہ تروتازہ
رہیگا اور پرانا نہ ہوگا ہمیشہ رہیگا کبھی نہ مرے گا اور نہ اس کے
کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اسکی جوانی فنا ہوگی۔ تین شخص
ہیں کہ جنکی دعا مردود نہیں۔ ایک تو روزہ دار جب افطار کرے دوسرا
امام عادل تیسرے مظلوم کی دعا۔ اسکی دعا بادل کے اوپر اٹھائی
جاتی ہے اور اسکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھ کو اپنے عزت و جلال کی قسم میں
تجھکو فتح دونگا اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو۔[۱]

یہ حدیث حسن ہے۔ بخاری و مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے اور ترمذی نے اپنی جامع میں اور ابن ماجہ نے
اپنی سنن میں اسکو ذکر کیا ہے ترمذی نے اسکو مختصراً محمد بن علا ہمدانی سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو
حسن قرار دیا ہے۔

۹۔ طارق بن شہاب نے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے امیر المومنین ایک آیت آپکی کتاب میں
ہے اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے
آپنے پوچھا وہ کونسی آیت ہے۔ یہودی نے کہا۔

---

[۱] اس حدیث سے ثابت ہے کہ مظلوم کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اور ظالم کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو انجام کار غلبہ مظلوم ہی کو حاصل ہوگا۔

الیوم اکملت لکم دینکم        آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ آیت عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی ہے۔
یہ حدیث متفق علیہ ہے اور نسائی نے اپنی سنن میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور تمام تفسیر کی کتابوں میں بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث مذکور ہے۔

حضرت قتادہؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معجزہ طلب کیا بس مکہ میں دو مرتبہ شق القمر ہوا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی

اقتربت الساعۃ وانشق القمر

اس کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں مختلف الفاظ ہیں بغوی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور دوسری روایت فرقتین (دو ٹکڑے) روایت ہوا ہے    واللہ اعلم

۱۱۔ حضرت عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھی اور اسکو ہلکا کیا۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا میں نے وہ دعائیں مانگی ہیں جنکو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس کے بعد عمار چلے گئے اور ان کے پیچھے میرے والد آگئے انہوں نے دعا کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ ہے۔ اللھم بعلمک الغیب وبقدرتک علی الخلق احینی ما کانت الحیاۃ خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاۃ خیرا لی واسئلک خشیتک فی الغیب واسئلک کلمۃ الحکمۃ فی الرضاء والغضب و اسئلک قرۃ عین لا تنقطع واسئلک الرضاء بعد القضاء واسئلک برد العیش بعد الموت واسئلک النظر الی وجھک والشوق الی لقائک فی غیر ضراء مضرۃ ولا فتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا ھداۃ مھتدین۔

اس کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

۱۲۔ ابن ابی لیلی نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں۔

الذین احسنوا الحسنی وزیادۃ۔ فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو منادی ندا دیگا۔ اے جنتیو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک زیادتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اسکو پورا کردے وہ کہیں گے کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے۔ کیا اس نے ہماری میزانیں بھاری نہیں کیں۔ ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا دوزخ سے نجات نہیں دی۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ پردہ کھول دیگا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے پس خدا کی قسم وہ اپنے دیدار سے بڑھ کر کوئی چیز عطا نہ کرے گا۔

حضرت نے اسکو دو طرح پر روایت کیا ہے ہم نے دونوں کو مشترک کرکے ایک لکھدیا ہے اسکو امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

۱۳۔ امام مالک نے ابن شہاب سے اور انہوں نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔ پھر آپ ابن خطل سے ملے اور وہ کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اسکو قتل کردو۔

اس حدیث کو امام مالک نے ابن شہاب زہری سے روایت کیا اور امام مالک سے اسکو دو سو آدمیوں نے روایت کیا اور اسکو ائمہ ستہ نے روایت کیا ہے۔

۱۴۔ انس بن مالک رضؓ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا تم نے اسکے لئے کیا تیاری کی ہے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں مگر اتنا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہے جن کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔

اسکو ائمہ صحاح ستہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ ان احادیث کے علاوہ حضرت نے اور بہت سی احادیث اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں مسند امام احمد سے روایت کی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب سوم

## حضرت کا سلسلۂ طریقت

از ۱۶۰ھ تا ۵۲۵ھ

چراغ فقر ہوا ابھی جسے بجھا نہ سکے!

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چراغ فقر ہوا بھی جسے بجھا نہ سکے

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند ‏ ‏ ‏ ‏ کہ اے روشن گہر پیر خردمند

ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی ‏ ‏ ‏ ‏ چرا در چاہ کنعانش ندیدی

بگفت احوال ما برق جہان است ‏ ‏ ‏ ‏ دمے پیدا و دیگر دم نہانست

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ‏ ‏ ‏ ‏ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اگر درویش بر حالے بماندے

سر دست از دو عالم بر فشاندے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب سوم

## حضرت کا سلسلۂ طریقت

### از سنہ ۱۶۰ھ تا سنہ ۵۲۵ھ

اس باب کے ہم نے دو جز کئے ہیں پہلے جز میں ان حضرات کے مختصر حالات ہیں جن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پیران طریقت کا سلسلہ متصل ہوتا ہے دوسرے باب میں ان حضرات کا تذکرہ ہے جن حضرات قدس سرہم کو خرقۂ خلافت سلسلہ بسلسلہ حاصل ہوا ہے۔

### حضرت داؤد طائیؒ

داؤد نام ابو سلیمان کنیت نصر طائی کے فرزند ارجمند ہیں محدث ثقہ فقیہ بے نظیر امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد خاص ہیں بیس سال بروایت دیگر تیس سال ان کی صحبت میں رہ کر علم حدیث و فقہ حاصل کیا۔ امام اعمش ابن ابی لیلیٰ سے حدیث روایت کرتے ہیں اور ان سے ابن عیینہ اور ابن علیہ نے تخریج کی ہے نسائی نے اپنی سنن میں ان کی روایات کو اخذ کیا ہے۔ امام طحاوی نے بسند متصل امام محمدؒ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ جب کبھی حضرت داؤد طائی کے پاس کوئی مسئلہ دریافت کرنے گئے اگر ان کے دل میں آتا کہ مسئلہ امور دین سے متعلق ہے تو جواب دیدیتے تھے اور اگر یہ جان لیتے کہ یہ منجملہ مسائل کے ہے تو تبسم فرما کر امام محمدؒ سے فرماتے۔

ان لنا شغلاً ان لنا شغلاً[1]

ہمیں مشغولیت ہے ہمیں مشغولیت ہے۔

حضرات صاحبینؒ (امام ابو یوسف امام محمدؒ) اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو فیصلہ کیلئے امام داؤد طائی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب کبھی یہ دونوں صاحب حاضر ہوتے تو آپ امام محمدؒ کی طرف منہ کرتے اور امام ابو یوسف کی طرف پشت۔ اور فرماتے ہمارے استاذ (امام ابو حنیفہؒ) نے کوڑے کھا کھا اپنی جان دیدی مگر عہد قضا کو قبول نہ کیا اور امام ابو یوسف نے ان کے خلاف کیا اور قضا کو قبول کر لیا بس جو شخص اپنے استاذ کے طریقہ کی مخالفت کرے میں اس سے بات نہیں کرتا[2]۔ اگر امام محمد کا قول درست ہوتا تو فرماتے 'امام محمد کا قول درست ہے' اور اگر امام ابو یوسفؒ کا قول درست ہوتا تو فرماتے ان کا قول درست ہے[3] اور نام نہ لیتے۔

---

[1] طبقات حنفیہ ج۱ ص۲۴۲۔ [2] حدائق الحنفیہ ص۱۱۱ [3] یہ بات قابل غور و قابل عبرت ہے کہ اہل اللہ کو استاذ کے طریقہ سے خلاف پر اتنی نفرت ہوتی ہے، جو لوگ استاذ و پیر کو اذیت دیتے ہیں وہ حقیقتہً مغضوب الٰہی ہیں۔ علامہ علی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ ان کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ بائے

محارب دثار کہتے ہیں کہ اگر داؤد طائی سابقہ امتوں میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں انکا ذکر ضرور فرماتا ایک دن کسی قبرستان سے گذر رہے تھے تو کسی گانے والے نے یہ شعر پڑھا۔

بائی خدیک تبدی البلاد واتی عنیک اذا سلا

آپ بیقرار ہو گئے اور حالت اضطرار میں حضرت امام ابو حنیفہ کے حلقۂ درس میں حاضر ہوئے امام صاحب نے فرمایا "آپ مخلوق سے کنارہ کرلیں" چنانچہ یہ گوشہ نشین ہو گئے بعد ایک مدت کے جب حضرت امام اعظم شاگرد رشید کو دیکھنے گئے تو فرمایا "ہمارا منشاء یہ نہیں تھا بلکہ آپ آئمہ کی مجالس میں حاضر ہوا کریں اور زبان سے کچھ نہ کہیں" آپ نے ایک سال ایسا ہی کیا آپ فرمایا کرتے تھے۔

"اس ایک سال کے صبر نے وہ کام کیا جو تیس سال نے نہ کیا۔"[۱]

اس کے بعد آپ حضرت حبیب راعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ حضرت سلمان فارسیؓ سے بیعت تھے اور حضرات صوفیا کی روایت کیمطابق انہیں سے خرقہ خلافت پہنا اور حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے خرقہ خلافت پہنا تھا اس کے بعد آپ نے اسقدر ریاضت وعبادت کی کہ کھانے سے بھی تغافل برتتے تھے جب سوکھی روٹی ہوتی تو اسکو پانی میں ڈال دیتے جب وہ خوب گھل جاتی تو پی لیتے تھے فرمایا کرتے تھے

"جب تک روٹی کا ایک ٹکڑا کھاؤں گا اسوقت تک پچاس آیات قرآنی پڑھی جا سکتی ہیں۔"[۲]

آپکو اعلیٰ درجہ کا تقویٰ حاصل تھا کسی کا عطیہ، ہدیہ، صدقہ قبول نہ کرتے تھے آپکو مال وراثت کی کچھ رقم ملی تھی آپ کی دعا یہ تھی کہ الٰہی جب یہ ختم ہو جائے تو میری روح قبض فرما دیجے۔ جب آپ کے پاس دس درہم رہ گئے تو امام ابو یوسف نے آپکی والدہ سے دریافت کیا کہ آپ کسقدر روزانہ خرچ کرتی ہیں تو انہوں نے جواب دیا "ایک دانگ" امام ابو یوسف برابر اسکا حساب رکھتے رہے جب یہ رقم خرچ ہو گئی تو امام ابو یوسف نے لوگوں کو خبر دریافت کرنے بھیجا تو بیشک اسی دن درہم ختم ہوئے تھے اور اسی دن امام داؤد طائی کا وصال ہوا تھا سن وصال ۱۶۰ھ یا ۱۶۵ھ ہے۔

زیب عالم تاریخ وفات ہے۔ حضرت معروف کرخی آپ کے شاگرد خاص وتربیت یافتہ تھے اور آپ کے معاصر مشائخ فضیل بن عیاض[۳] ابراہیم ادہم[۴] ابو تراب بخشی[۵] ہیں آپ کے نصائح میں سے ہے۔

---

۱ حدائق ص ۱۱۲ ۲ حدائق ص ۱۱۲ ۳ فضیل بن عیاض نام ابو علی کنیت کوفی ہیں بعض نے کہا بخاری ہیں بعض نے کہا خراسانی ہیں طبقہ اولی کے مشائخ اولیاء کبار میں سے ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت دوستی کی وجہ سے کرتا ہوں وفات ۱۹۶ھ ہے نفحات ص ۲۹
۵ ابراہیم ادہم بن سلیمان بن منصور بلخی ابنائے ملوک (شہزادے) ہیں عالم جوانی میں تائب ہوئے حضرت ابو سفیان ثوری بن مسعود ...

ان اردت السلامۃ سلم علی الدنیا وان اردت الکرامۃ ترکبو علی الاٰخرۃ

اگر سلامتی چاہتے ہو تو دنیا کو چھوڑ دو اگر کرامت چاہتے ہو تو آخرت کو خراباد کہہ دو یعنی صرف خدا کے ہو جاؤ۔ نفحات الانس صـ۳۲

## حضرت معروف کرخی

طبقہ اولیٰ کے قدمار مشائخ میں سے ہیں حضرت سری سقطی کے استاد اور پیر ہیں کنیت ابو محفوظ ہے باپ کا نام فیروز یا فیروزان بعض نے کہا ہے علی کرخی ہیں جو موسیٰ بن علی الرضا کے آزاد کردہ غلام اور دربان تھے اس تضاد میں مطابقت اس طرح ہو سکتی ہے کہ فیروز یا فیروزان زمانہ عیسائیت کا نام ہے اور علی نام زمانہ اسلام کا ہے صاحب حدائق الحنیفہ نے لکھا ہے کہ آپ کے والد نے جب ان کو پڑھنے کو بٹھلایا تو استاذ نے سبق دیا کہو ثالث ثلاثہ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا ھو اللہ احد۔ استاذ نے ہر چند سزا دی مگر بے سود رہا یہ بھاگ کر امام علی بن موسیٰ الرضا کے پاس آگئے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے حضرات صوفیہ کی اصطلاح میں اسکو نسبت اجتبائی کہتے ہیں کہ بلا کسب کے خاص توفیق الٰہی سے عروج ہو جاتا ہے۔ چند دن بعد جب گھر آئے تو والد نے دریافت کیا فرمایا میں مسلمان ہو گیا ہوں اس کے بعد ان کے والدین بھی مسلمان ہو گئے آپ کی وفات سنہ ۲۰۰ھ میں ہوئی لوگ آپکی خانقاہ کے پاس استسقا کی نماز پڑھتے اور بارش ہو جاتی آپ نے فرمایا۔ صوفی خدا کا مہمان ہوتا ہے اور مہمان کیلئے جائز نہیں کہ کسی چیز کیلئے میزبان سے تقاضہ کرے اسی طرح زمین پر انسان خدا کے مہمان ہیں اس لئے دعاؤں میں اصرار و تقاضہ جائز نہیں۔ آپ کی قبر بغداد شریف میں ہے آپ کے مرید اور شاگرد رشید شیخ سری سقطی ہیں (نفحات الانس۔ حدائق الحنیفہ)

## حضرت سری سقطی

طبقہ اولیٰ کے اولیاء کبار میں سے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی کے استاذ اور شیخ طریقت ہیں ابو الحسن کنیت ہے پورا نام اس طرح ہے ابو الحسن سری سقطی بن المغلس سقطی ان کے ہم عصر حارث محاسبیؒ بشر حافیؒ یہ حضرات طبقہ ثانیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔

---

۴۴۔ گذشتہ سے پیوستہ۔ حضرت فضیل عیاض اور حضرت ابو یوسف غسولی سے تربیت پائی اور حضرت فضیل بن عیاض سے خرقہ خلافت پہنا امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے جنید بغدادی ان کو مفتاح العلوم فرمایا کرتے تھے اور امام ابو حنیفہ ان کو سیدنا فرمایا کرتے تھے جس دن انکی وفات ہوئی تو ہاتف نے غیبی منادی کی دفات امان الارض من وفات ہے سنہ ۲۰۲ھ نفحات صـ۳۴۔ ؎ نام عسکر بن محمد الحیض ہے ابو تراب کنیت ہے وفات سنہ ۲۴۵ھ اسی سال حضرت ذوالنون مصری کی وفات ہوئی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بندے سے اعراض فرماتا ہے تو اس شخص میں اولیاء کرام پر طعن اور انکار شروع ہو جاتا ہے۔

؎ حارث بن اسد المحاسبی وفات سنہ ۲۴۳ھ امام احمد بن حنبلؒ سے دو سال بعد انتقال ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسکا باطن اخلاص اور مراقبہ سے صحیح ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر کو مجاہدہ و سنت سے مزین کر دیتا ہے اور فرمایا جس نے اپنے نفس کو ریاضت کے ذریعہ مہذب

سال وفات رمضان ۲۵۳ھ ہے حضرت جنید بغدادی نے ان کے بارے میں فرمایا ہے۔

ما رأیت اعبد من السری اتت علیه سبعون سنة ما رأی مضطجعا الا فی علة الموت۔ نفحات ص۵۵

میں نے حضرت سری سے زیادہ کسی کو عبادت گذار نہیں دیکھا ہے ان کو ستر سال کی عمر میں بھی بجز موت کیلئے لیٹنے کے لئے نہیں دیکھا۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ایکدن میں حضرت سری کے گھر پہونچا اسوقت آپ یہ بیت پڑھ رہے تھے

لا فی اللیل ولا فی النہار لی فرح    فلا ابالی اطال اللیل ام قصر

میرے لئے رات دن میں کوئی فرحت نہیں مجھے پرواہ نہیں کہ رات لمبی ہو یا چھوٹی

آپ نے حضرت جنید بغدادی کو آخری وقت میں یہ وصیت فرمائی تھی۔

ایاک من صحبة الاشرار    ولا تنقطع من الله بصحبة الاخیار

شریر لوگوں کی صحبت سے بچو! اور اخیار کی صحبت سے تم اللہ تعالیٰ سے منقطع نہیں ہو سکتے۔

حضرت جنید بغدادی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سری نے فرمایا۔

من تزین للناس بما لیس فیه سقط من عین الله۔

جس نے لوگوں کیلئے ایسی حیثیت ظاہر کی جو اس کے اندر نہیں ہے وہ اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ ریاء اور نفاق سے اپنے کو ان صفات سے متصف ظاہر کرنا کہ اس کا باطن ان صفات سے مزین نہیں ہے وہ آدمی اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں حالت مرض میں ایکدن کچھ حضرات عیادت کیلئے حاضر ہوئے (ظاہر ہے کہ وہ بھی عام آدمی نہ ہوں گے) وہ اتنی دیر بیٹھے کہ آپ ملول ہونے لگے چلتے وقت انہوں نے دعا کی درخواست کی آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا

اللھم علمنا کیف نعود المرضی    اے اللہ ہمیں مریضوں کی عیادت کا طریقہ سکھا دے

---

۴۴۔ گذشتہ سے پیوستہ: مہذب نہیں کیا اسکے حسن معاملات نہیں کھلتے۔ اور فرمایا عبودیت کی صفت یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنا مالک نہ دیکھو اور کسی کو نہ جانو کہ نفع و نقصان پہونچا سکتا ہے۔ نفحات ص۵۳ ۲؎ بشر بن عبد الرحمن حافی اولیاء کبار میں سے ہیں ابو نصر کنیت مرو میں پیدا ہوئے اور بغداد میں مقیم رہے وفات ۲۲۷ھ۔ احمد بن حنبل آپ کو بڑا بزرگ جانتے تھے جب امام احمد فتنہ خلق قرآن میں گرفتار ہوئے تو آپ اپنا گھر بند کر کے بیٹھ گئے کسی نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کیا! فرمایا حلقہ احمد بن حنبل پیغمبروں کے مقام میں ہیں وہ جو کچھ کر سکتے ہیں میں نہیں کر سکتا۔ نفحات ص۵۱۔

اس سے معلوم ہوا کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھنا چاہئے۔ اگر اسکو پاس بیٹھنے سے انشراح ہو تو بات دیگر ہے (نفحات الانس مخلص ص۵۶)

## حضرت جنید بغدادی

حضرات صوفیاء کرام کے طبقہ ثانیہ اور اولیاء کبار میں سے ہیں جماعت صوفیہ کے سردار ہیں اسوجہ سے انکو سید الطائفہ شمار کیا جاتا ہے۔ ابو القاسم کنیت ہے اور قواریری، زجاجی خزازی لقب سے بھی مشہور ہیں اسوجہ سے کہ ان کے والد آبگینہ فروش تھے اسوجہ سے ان کو زجاجی اور قواریری کہا جاتا ہے بعض نے کہا کہ ریشم کے کپڑے بنایا کرتے تھے اسوجہ سے انکو خزازی کہا جاتا ہے۔ سفیان ثوری کے مذہب پر تھے بعض نے انکو امام شافعیؒ کا شاگرد بتایا ہے اور انکے آباء و اجداد نہاوند کے باشندہ تھے ان کی پیدائش نیشاپور میں ہوئی اور پھر بغداد منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی اسوجہ سے بغدادی مشہور ہیں، سری سقطی کے مرید خاص تھے حارث محاسبی حمدونؒ قصار سے بھی تربیت پائی ابو سعید خراز[۲] حضرت رویم[۳]۔ حضرت ابو بکر شبلی[۴] حضرت ابو العباس عطاء[۵] شیخ ابو جعفر حداد[۶] ان کے خاص مریدوں میں سے تھے انہوں نے حضرت جنید بغدادیؒ کے بارے میں فرمایا ہے

اگر عقل آدمی ہوتی تو وہ جنیدؒ کی صورت میں ہوتی (نفحات ص۸۱)

اور فرمایا تصوف میں صرف تین حضرات ہیں۔

جنید بغدادی میں ابو عبد اللہ جلاء[۷] شام میں اور ابو عثمان نیشاپوری میں۔

آپ کا سن وفات ۲۹۷ھ ہے۔

---

[۱] سن وفات ۲۹۷ھ جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ اگر نبوت جائز ہوتی تو احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رسول ہوتے عالم فقیہ تھے امام ثوریؒ کے مذہب پر تھے۔ آپ نے فرمایا جو لوگ اسلاف کی سیر کا مطالعہ کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے مراتب کو حاصل کر لیتے ہیں اور انکی کوتاہیاں پر جلد آگاہ ہو جاتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ اگر کسی میں کوئی خیر ہو تو اسکو نہ چھوڑو اسکی برکت تمکو حاصل ہوگی نیشاپور میں انتقال ہوا قبر شریف حیرہ میں ہے [۲] نام احمد بن عیسیٰ ہے خراز لقب ہے سن وفات۔ حضرت جنید بغدادی سے پہلے وفات پائی [۳] رویم بن احمد بن مزید بن رویم کنیت ابو بکر یا ابو محمد یا ابو الحسن یا ابو شیبان ہے فقیہ عالم ہیں داود اصفہانی کے مذہب پر تھے عبد اللہ بن حنیف کہتے ہیں کہ توحید کے بارے میں جتنا عمدہ کلام رویم کرتے تھے میں نے کسی کو نہیں دیکھا حضرت رویمؒ نے فرمایا حضرات صوفیہ کی صحبت میں بیٹھنے کے بعد اگر کوئی ان کے نزدیک محقق شدہ امر سے اختلاف کرے اس سے نور ایمان نکل جاتا ہے اور ہمارے شیخ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے اور ملا علی قاری نے فرمایا سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ حضرت رویم نے فرمایا بیس سال تک میرے دل میں کھانے کا خیال بھی نہیں آیا۔ نفحات ص۱۲۵ [۵] آپ کا نام احمد بن محمد بن سہل ہے کنیت ابو العباس ہے صاحب تفسیر القرآن ہیں آپکا وصال قاہر باللہ کے زمانے میں ۳۱۱ھ میں ہوا۔ آپ نے فرمایا ادب یہ ہے کہ سرا و علانیہ اللہ کے لئے عمل ہو [۶] ابو جعفر حداد دو ہیں ایک کبیر دوسرے صغیر اس جگہ کبیر مراد ہیں یہ بغدادی ہیں [۷] شہ یہ ہوا میں اڑا کرتے تھے۔

ہر چند کہ حضرت شبلیؒ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ انہوں نے خرقہ خلافت حضرت جنید بغدادیؒ سے پہنا لیکن چونکہ مولانا عبدالرحمن جامی نے نفحات الانس میں حضرت غوث الاعظمؒ کے خرقہ خلافت کے اتصال کو حضرت شبلی تک بیان کیا انہیں کی تحریر کو بنیاد مان کر ہم نے اس باب کے اس جزو میں اسی سلسلہ اتصال کو بیان کیا ہے اور

اور بر حضرت جنید مذکور ہو چکے ہیں۔

## حضرت ابوبکر شبلی

آپ کا نام جعفر بن یونس ہے روایت ہے کہ وہ اصلاً مصری ہیں بغداد میں آکر آباد ہوئے اور خیر النساجؒ[1] کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور حضرت شیخ جنید بغدادیؒ سے تحصیل علم بھی کی اور انہیں کے حلقہ عقیدت میں داخل ہوئے۔۔ مالکی مذہب رکھتے تھے موطا امام مالک حفظ یاد تھی ان کے والد یونس خلیفہ وقت کے باڈی گارڈ تھے۔ حضرت جنید نے آپکے بارے میں فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| لا تنظروا الی ابی بکر شبلی بالعین التی تنظر | تم لوگ شبلی کی طرف ان آنکھوں سے نہ دیکھو جن |
| بعضکم الی بعض فانہ عین من عیون | سے تم بعض کی طرف دیکھا کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی |
| اللہ ۔ نفحات الانس صفحہ ۱۸۴ | آنکھوں میں سے ہیں۔ |

یعنی مخصوصین بارگاہ الہی میں سے ہیں آپ کا وصال ۳۳۴ھ ہے حضرت جنیدؒ نے آپکے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| لکل قوم تاج وتاج ھذہ الامۃ الشبلی | ہر قوم کا تاج ہوتا ہے اور اس امت کا تاج شبلی ہیں |

شیخ ابو سعیدؒ مابینی نے آپ کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| الحریۃ ھی حریۃ القلب لاغیر۔ | آزادی حقیقت قلب کی آزادی ہے نہ کہ کوئی دوسری آزادی |

نفحات

یعنی قلب ہر شے اور ہر فکر سے آزاد ہو اور صرف خدا کے ساتھ مشغول ہو۔ ایک دن کسی نے آپکو آپکے مکان پر آکر آواز دی آپ ننگے سر اور ننگے پیر تشریف لائے اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| مات کافر فلا رحمۃ اللہ | وہ کافر مر گیا اللہ اس پر رحم نہ کرے۔ |

اس عبارت میں حضرت شبلی نے اپنے نفس کا ذکر کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسی کیلئے بد دعا کی ہے۔

حضرت شبلیؒ سے کسی نے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ اسکا مطلب کیا ہے۔

---

[1] نام محمد بن اسماعیل کنیت خیر نساج لقب ہے سری سقطیؒ کے مرید تھے ابو حمزہ بغدادی سے تربیت حاصل کی۔ حضرت شبلیؒ نے حضرت جنیدؒ اور ان سے تربیت حاصل کی تھی ۱۲۰ سال کی عمر پائی ۳۲۲ھ میں وفات پائی۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپکو نساج جولاہا کیوں کہتے ہیں فرمایا میں نے خدا کے ساتھ عہد کیا تھا کہ رطب نہ کھاؤں گا لیکن کافی عرصہ کے بعد جی چاہا عہد یاد نہ رہا ہوم پر

قل للمومنین یغضون من ابصارھم آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو بند رکھیں۔

آپ نے فرمایا سر کی آنکھوں کو تو محارم سے بند رکھیں اور قلب کی آنکھوں کو غیر اللہ سے بند رکھیں۔ آپ نے مرنے سے قبل وصیت فرمائی کہ فلاں گاؤں میں غسال میت رہتا ہے اسکو بلاؤ آدمی گیا اور اسکو پکارا اس نے کہا کیا شبلیؒ کا انتقال ہو گیا خادم نے کہا تو کیا کہتا ہے؛ اس نے کہا کہ آج کے علاوہ شبلی نے مجھے کبھی نہیں بلایا میں اسی سے سمجھ گیا۔

## ابوالفضل عبدالواحد تمیمیؒ

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے والد کا نام عبدالعزیز ہے ان کے دادا کا نام حرث بن اسد ہے۔ تمیمی تھے یعنی بنو تمیم قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور اس گروہ صوفیائے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ حضرت شبلیؒ کے کامل ترین مریدوں میں سے تھے۔ آپکے حالات زیادہ دستیاب نہ ہو سکے سن وفات جمادی الآخر ۴۲۵ھ ہے آپ کا مقبرہ امام احمد بن حنبلؒ کے مقبرہ میں ہے قدس اللہ سرارھم

## ابوالفرح طرطوسیؒ

قصبہ طرطوس کے باشندہ تھے اور شیخ عبدالواحد تمیمی کے مریدوں اور خلفاء میں سے تھے۔

## شیخ ابوالحسن ہنکاری

نام علی بن محمد بن جعفر ہے قریشی ہیں۔ اور ہنکاری وطن کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کہلاتے ہیں شیخ ابوالفرح کے مرید اور خلیفہ تھے سال وفات محرم ۴۸۶ھ ہے۔

## ابوسعید مبارک مخزومیؒ

آپ سلطان الاولیاء عارفین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پیر طریقت اور استاد شریعت ہیں حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحب اور رفیق ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک کے پیرو تھے یعنی اسی مسلک کا درس دیا کرتے تھے اور اسی مسلک کے مطابق فتوٰی لکھا کرتے تھے۔ سن وفات ۵۱۳ھ ہے۔

---

۴۴ بقیہ گذشتہ سے پیوستہ:۔ اور کچھ کھجوریں میں نے خرید لیں۔ جب انکو لے کر چلا تو راستہ میں خیال آیا کہ میں ایک دانہ منہ میں رکھوں۔ فوراً ہی ایک آدمی نے پکڑ لیا اور کہا کہاں جاتا ہے لوگ جمع ہو گئے اس آدمی نے کہا یہ میرا غلام ہے اور پکڑ کر وہاں لے گیا جہاں اس کے دیگر غلام گرفتار رہتے تھے چار مہینہ اسی حالت میں گذارے۔ میں برابر توبہ کرتا رہا چار مہینہ کے بعد توبہ قبول ہوئی اور میں اصلی صورت میں دکھائی دیا تب رہائی ہوئی۔ ابوالحسن مالکی کہتے ہیں کہ جب وقت نزاع ہوا تو میں پاس تھا آنکھیں بند تھیں اچانک آنکھیں کھول دیں اور ایک طرف دیکھا اور فرمایا ٹھہر جا تو روح قبض کرنے پر مامور ہے اور میں نماز ادا کرنے پر مامور ہوں نماز فوت ہو جائیگی اور میں تجھ سے فوت نہیں ہوں گا یہ کہہ کر پانی طلب کیا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر لیٹ گئے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ نفحات ص ۱۳۶

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تذکرے اور سوانح پڑھنے کے بعد پتہ چلتا ہیکہ آپنے مختلف اساتذہ سے علوم حاصل کئے لیکن یہ بھی اندازہ قیاس درست ہیکہ دو مدرسوں میں تعلیم حاصل کی ایک مدرسہ نظامیہ اور دوسرا مدرسہ شیخ ابو سعید مبارکؒ کا۔ یہ مدرسہ جاری تو پہلے سے تھا لیکن بہجۃ الاسرار کے مصنف کی تحریر کے مطابق آس پاس کے مکانوں کو شامل کر کے اسکی تعمیر کی تکمیل ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ فراغت کے بعد اور استاذ کے انتقال کے بعد یعنی ۵۱۳ھ کے بعد حضرت شیخ قدس سرہٗ نے اسی مدرسہ میں پڑھانا شروع کیا تھا۔ آپ کے مواعظ میں جگہ جگہ مدرسہ معمورہ کا ذکر آیا ہے غالباً یہ شیخ ابو سعیدؒ والا ہی مدرسہ ہے جسکا محل وقوع باب الازج تھا۔ یہیں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا دربار اور روضۂ اقدس ہے واللہ اعلم

حضرت شیخ ابو سعید مبارکؒ کے تذکرہ کے مناسب وہ واقعہ بھی ہے جسکو اخبار الاخیار۔ بہجۃ الاسرار۔ نفحات الانس۔ اور سفینۃ الاولیاء کے مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں۔

ابتدائے حال میں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک آپ نہ کھلائیں گے نہ کھاؤں گا اور جب تک آپ نہ پلائیں گے نہ پیوں گا اور اسطرح چالیس دن گزر گئے ایک دن ایک آدمی آیا اور کھانا رکھ کر چلا گیا اتنے میں قریب تھا کہ بھوک کی شدت سے میں اپنا عہد توڑ دوں لینے میں قریب سے ایک آواز آئی الجوع الجوع (یہ میرے نفس کی آواز تھی) اچانک شیخ ابو سعید مخزومی کا ادھر گزر ہوا فرمایا عبدالقادر یہ کیسی آواز تھی میں نے کہا یہ میرے نفس کا اضطراب تھا اور میری روح اپنی جگہ قائم ہے۔ قلب مشاہدہ الٰہی میں مستغرق ہے۔ فرمایا ہمارے گھر چلو۔ میں نے عرض کیا میں ہرگز باہر نہ جاؤں گا۔ اتنے میں حضرت ابو العباس خضرؑ تشریف لائے اور فرمایا چلو! ابو سعید کی خدمت میں چلو! میں چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابو سعیدؒ دروازے پر میرا انتظار کرتے ہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ اے عبدالقادر کیا میرا کہنا کافی نہ تھا جو حضرت خضر کے کہنے سے آئے ہو اور اندر تشریف لے گئے اور جو کھانا رکھا ہوا تھا وہ لقمہ لقمہ کھلایا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اس کے بعد مجھے خرقہ پنہایا

(از بہجۃ الاسرار۔ اخبار الاخیار۔ سفینۃ الاولیاء۔ ونفحات الانس)

واقعہ کے سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہیکہ یہ مجاہدات کی ابتدار کا واقعہ ہے اور مدت مجاہدات ۲۳ سال ہے اور اسی ۲۳ سال میں تعلیم کا زمانہ بھی ہے اور اسی میں یکسو ہوکر ریاضت اور عبادت کا زمانہ بھی ہے یہ یاد رہنا چاہیئے زمانہ طالب علمی میں بھی مجاہدات جاری رہتے تھے جیسا کہ آئندہ شیخ حماد کے تذکرہ میں مذکور ہے۔

## شیخ حماد دباسؒ

دباس شیرہ فروش کو کہتے ہیں[1] بالکل امی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے معارف اور اسرار کے ابواب آپ پر کھول دیئے تھے ۵۲۵ھ میں وفات پائی شیخ عبدالقادر جیلانی اسوقت جوان تھے جب آپ کی صحبت میں داخل ہوئے اور حلقہ ارادت اختیار کیا قیاس یہ ہیکہ اسوقت حضرت قدس سرہٗ مدرسہ نظامیہ یا اپنے استاذ ومرشد حضرت ابو سعید مخزومی کے مدرسہ میں بغداد میں تعلیم پاتے ہوں گے جب آپ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جیلانیؒ کی بغداد میں آمد ۴۸۸ھ کی ہے اور جب آپ بغداد شریف آتے آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ آپنے وعظ فرمانے کی ابتداء ۵۲۱ھ سے فرمائی مطلب یہ ہیکہ زمانہ طالب علمی میں شیخ حماد سے ملاقات ہوئی ہوگی مندرجہ ذیل واقعہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

امام عبداللہ شامی فرماتے ہیں کہ میں اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی مدرسہ نظامیہ میں زیر تعلیم تھے۔ ہم لوگ تعلیم کے زمانے میں بھی عبادت اور بزرگوں کی زیارت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ میرے ایک عزیز بغدادی نے کہا کہ یہاں ایک غوث ہے جو جب چاہتے ہیں حاضر ہوجاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہوجاتے ہیں چنانچہ ہم تینوں ان غوث (شیخ حماد) کی زیارت کو چلے راستہ میں ہم نے آپس میں مشورہ کیا۔ ابن سقا نے کہا میں ان سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا جسکا وہ جواب نہ دے سکیں گے۔ میں نے کہا کہ میں بھی ایک مسئلہ دریافت کروں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا معاذاللہ معاذاللہ میں ان سے کچھ دریافت نہ کروں گا میں تو صرف ان سے برکت حاصل کروں گا۔ بہرحال ہم وہاں پہونچے دیکھا تو اپنی جگہ نہ تھے ہم بیٹھ گئے پھر دیکھا تو موجود تھے انہوں نے غصہ میں فرمایا اے ابن سقا تو مجھ سے مسئلہ دریافت کریگا اور میں جواب دے

---

[1] دباس کے دو معنی بیان کئے ہیں بہجۃ الاسرار میں شیرہ فروش لکھاہے اور سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ دارا شکوہ نے ٹھنڈا پانی فروش لکھاہے بہرحال ہر دو کام بھی ممکن ہیں جو ان کے والد محترم کا پیشہ تھا۔ اسی طرف ان کو منسوب کردیا گیا۔

سکوں گا تیرا سوال یہ ہے اور جواب یہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے
اوپر بھڑک رہی ہے اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تیرا مسئلہ
یہ ہے اور جواب یہ ہے تم نے بھی بے ادبی کی لیکن پہلے سے تم کم ہو اور
شیخ عبد القادر کو اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا آپ سے خدا اور رسول خدا
دونوں خوش ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ منبر بغداد پر بیٹھے ہیں اور یہ فرما رہے
ہیں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور پھر اسی وقت غائب ہو
گئے۔ (نفحات الانس ص۵۷۰۔ بہجۃ الاسرار ص۱۱۔)

اس کے بعد کیا ہوا۔ بہجۃ الاسرار کے مصنف کہتے ہیں۔ حکایت کے راوی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رح کا حال تو ہم نے دیکھ لیا اپنی آنکھوں سے اور انکا مرتبہ و مقام بھی دیکھ لیا اور حضرت حماد کی زبان سے
نکلے ہوئے الفاظ کو بھی سن لیا اور عبد اللہ شامی کا معاملہ بھی دیکھ لیا کہ وہ دنیا میں مشغول ہو گئے اور ابن
سقا کا یہ حال ہوا کہ پڑھ کر علم میں تبحر حاصل کیا اور خلیفہ وقت نے مناظرہ کیلئے روم بھیجا وہاں سب پر
غالب آئے شاہ روم کے مقرب ہو گئے لیکن روم کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی اس پر فریفتہ ہو گئے اور مذہب
نصرانی اختیار کر لیا۔ ابن سقا سے مروی ہے کہ یہ سزا مجھے شیخ حماد کیا تھ بے ادبی کی وجہ سے ملی لیکن چھٹکارا
پھر بھی نہ ہوا بھاگ کر دمشق پہونچا وہاں سلطان نور الدین زنگی نے اوقاف پر مقرر کر دیا اسطرح انکا انجام ہوا۔
اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب الاولیاء۔ اولیاء اللہ اور مشائخ کیا تھ مودب رہنا چاہیے
انکے بارے میں سوء ظن کبھی نہ ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔

لوگ بڑی آسانی سے تنقید کرنے لگتے ہیں۔ بعض کو اپنی کوتاہ نظری اور سیاہ باطنی کی وجہ سے اگر کچھ نہ کہیں لیکن
دل میں برے برے خیال لانے لگتے ہیں ایسے لوگوں کی دنیا تو یقیناً برباد ہو ہی جاتی ہے آخرت کا معاملہ خدا
کے سپرد اللہ والے اور اولیاء کرام الٰہی صفات سے متصف ہوتے ہیں سوء ظنی یا بے ادبی کی صورت میں صفات
الٰہی سے سوء ادبی یا سوء ظنی لازم آتی ہے اس طرح یہ بات۔ حادی الی الضلالہ ہو جاتی ہے نعوذ باللہ
مشائخ عظام اور اولیاء کبار کا معاملہ تو دیگر ہے بڑی عمر والوں کے ساتھ بھی ادب سے پیش آنا چاہیے
بے ادب محروم ماند از فضل رب۔

معلوم ہے سوء ادبی اور تحقیر میں قلب میں ایک خاص قسم کی رعونیت پیدا ہو جاتی ہے جو دوسروں

کی تذلیل پر آمادہ کرتی ہے۔ دوسروں کی تذلیل تواضع کے خلاف ہے اور یہ بھی کبر کی علامت ہے
چونکہ صاحب معاملہ عام طور سے محسوس نہیں کرتا اسوجہ سے توفیق توبہ بھی نہیں ہوتی ابتدا میں
بات بہت ہلکی تھی انجام میں بہت خطرناک بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

آمین۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

زبانی بکواس کو چھوڑو اور اپنے اندر کیفیت
اس طرح پیدا کرو کہ کسی بزرگ کی خدمت میں
رہ کر عاجزی حاصل کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# باب چہارم

## مجاہدات، ریاضت، مقامات عالیہ

چراغ فقر ہوا بھی جسے بجھا نہ سکے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال را بگذار مرد حال شو　　پیش مرد کامل پامال شو

؎

عذر تقصیر خدمت آوردم　　کہ ندارم بطاعت استظہار

عامیان از گناہ توبہ کنند　　عارفاں از عبادت استغفار

# بابِ چہارم

## مجاہدات ۔ ریاضت ۔ مقاماتِ عالیہ ۔

حضرت قدس سرہٗ نے غنیۃ الطالبین میں تحریر فرمایا ہے ۔

جو شخص ابتدا میں ریاضت اور مشقت نہیں کرتا اس نے گویا طریقت کی بو بھی نہیں سونگھی ابو عثمان[1] فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ مجاہدہ کے بغیر اسے کشف یا طریقت حاصل ہو جائے گی تو یہ محال ہے اور وہ غلطی پر ہے ۔ ابو علی دقاق[2] فرماتے ہیں جسے ابتدا میں کھڑا ہونے کی عادت نہ ہو اسے آخر میں بیٹھنا میسر نہ ہو گا فرمایا فقیروں کا قول ہے کہ ظاہری جنبش باطنی برکت کا باعث ہے (یعنی حرکت میں برکت ہے) اس سے دل کو قیام حاصل ہوتا ہے حضرت حسن بن علی[3] فرماتے ہیں کہ ابو یزید (بایزید بسطامی) نے فرمایا کہ میں بارہ سال تک اپنے نفس کیلئے آہن گر بنا رہا اور پانچ سال تک دل کے آئینہ کو صاف کرتا رہا ایک سال میں میں نے دل کے آئینہ کا مشاہدہ کیا تو اچانک اپنے باطن میں زنگار دیکھا پھر بارہ سال اسے کاٹنے میں لگا مگر دیکھا تو باقی تھا پھر میں پانچ سال تک اسے کاٹنے میں لگا رہا ۔ سوچا کہ اسے کیسے کاٹوں آخر مجھے کشف ہوا میں نے خلق اللہ کی طرف دیکھا تو اسے مردہ پایا خلق اللہ کی جنازہ کی چار تکبیر کہیں[4]

پس عام لوگوں کا مجاہدہ ہے کہ ظاہری اعمال کو پیدا کریں خواص کا مجاہدہ ہے کہ بری باتوں سے اپنے کو بچائیں[5] ۔

---

[1] مراد ابو عثمان مغربی ہیں نام سعید بن سلام شیخ ابو القاسم گرگانی کے پیر طریقت سال وفات ۳۷۳ھ ہے [2] نام محمد بن عبد اللہ ابو الحسین نوری اور ابو حمزہ خراسانی کے مصاحب ہیں وفات ۴۰۵ھ [3] غالباً ابو الحسین خرقانی مراد ہیں یہ بایزید بسطامی کے مرید ہیں وفات ۴۲۵ھ [4] یعنی مخلوق سے اتنا واسطہ اور تعلق بھی نہیں رکھا جتنا کہ مردہ لاش اور زندوں میں ہوتا ہے اس پر جنازہ کی نماز پڑھ کر اسکو اپنے سے بالکل جدا کر دیا [5] جامع مشائخ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی یہ خصوصیت ہے وہ فرماتے ہیں ۔ مدح اور ذم میرے نزدیک دونوں برابر ہیں ۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہیکہ رنج اور تکلیف بھوک اور پیاس برداشت کرنا آسان ہوجاتا ہے مگر بری عادتیں جو پڑگئی ہیں انکا علاج نہایت مشکل ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کی تعریف اور مدح اور ذکر نیک اچھا معلوم ہوتا ہے تو یہ بھی نفس کی آفتوں میں سے ایک آفت ہے[1] کبھی ایسا بھی ہوتا ہیکہ آدمی عبادت کے بڑے بڑے بوجھ اٹھا لیتا ہے تاکہ لوگ اسے اچھا کہیں وہ اپنی تعریف سنے ایسے شخص پر نفاق کا غلبہ ہوتا ہے۔

مجاہدہ کی اصل یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی مخالفت کرے جن چیزوں سے محبت ہوان سے الگ رہے دنیا کی جن چیزوں کی طرف اسکا میلان ہوان سے نفرت کرے عام وقتوں میں اگر معلوم کرے کہ نفس شہوتوں کی طرف چلا گیا ہے تو اسے پرہیز گاری اور خوف خدا کی لگام دے اور جب دیکھے کہ نفس سرکشی کرتا ہے تمام عبادات اور احکام الٰہی کی موافقت میں گڑبڑ کرتا ہے تو خوف کی چابک پکڑ کر اپنے نفس کو راستی کی طرف ہانکے، ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات سے اس کا منہ پھیر دے (ملخصاً غنیۃ الطالبین باب المجاہدات ص۳۶۴)۔

حضرت قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں گزر چکا ہے کہ آپ مادر زاد ولی تھے اور آغوش مادر میں ہوتے ہوتے روزے سے رہتے تھے فرشتہ آپکی نگہبانی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکی حفاظت ہوتی تھی جو کیفیت دوسرے حضرات کو مجاہدات سے بھی نہ حاصل ہوتی ہوگی وہ آپکو پیدائشی طور پر حاصل تھی لیکن اس پر مزید اضافہ یہ کہ اور ایسے ایسے مجاہدات شاقہ ہیں جسمانی بھی اور روحانی بھی کہ جن کے تصورات سے لرزہ پیدا ہوتا ہے۔

## حضرت کے بعض مجاہدات

حضرت کے مجاہدات کی مدت بہت طویل ہے اگر آپکے مواعظ اور تصانیف کو بغور پڑھا جائے اور آپکے ان ارشادات پر نظر کی جائے جو آپنے اپنے بارے میں تحریر فرماتے ہیں تو آپ کی پوری زندگی مجاہدات اور ریاضت سے پر ہے لیکن ہم نے مختلف تذکرہ نگاروں اور آپکے ارشادات کو جب ملا کر پڑھا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ آپ کی ریاضت دس سال کی عمر سے شروع ہو چکی تھی اسطرح نوے سال کی عمر شریف میں سے ۱۰ سال کو نکال دیا جائے تو اسی[80]

---

[1] اس کا طریقہ یہ ہیکہ ذکر و عبادت میں۔ اشتغال کے ساتھ جب قلب میں استعداد پیدا ہونے لگتی ہے تو از خود یہ بات ذہن میں آنے لگتی ہے کہ فلاں برائی ہے اور فلاں اچھائی ہے جب برائی کا موقع آئے تو رک جائے اور برائی کے قصد سے کچھ اپنے اوپر جرمانہ مقرر کرے اسطرح دھیرے دھیرے تمام برائیاں رخصت ہوجاتی ہیں اسی کے ساتھ نظافت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے اور پھر برے ارادے برے خیال پر بھی پابندی لگانی شروع کردی جائے اس کے بعد خیر کا ہی ارادہ پیدا ہونے لگتا ہے اس منزل پر آکر آدمی آخرت کا ہی ارادہ کرتا ہے اسی جگہ بھی پابندی لگانی پڑتی ہے پھر آدمی صرف خدا کا ہی ارادہ کرتا ہے اور اس کے بعد بھی منزل باقی ہے۔

(عزیز الرحمٰن عفی عنہ)

سال رہتے ہیں۔ صاحب اخبار الاخیار نے مدت تعلیم کو ۳۲ سال ذکر کیا ہے وہ بھی مجاہدات سے خالی نہیں ہے

اب آپ ہی کی زبان مبارک سے اس عنوان کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

شیخ ابوالفتح ہروی نے آپ سے روایت کیا ہیکہ میں نے سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی کی چالیس سال تک خدمت کی سواس مدت میں آپ عشار کی وضوء سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور جب آپ بے وضو ہوتے اسی وقت وضو کرلیتے اور دو رکعت نفل ادا کرتے تھے آپ نے ارشاد فرمایاکہ پندرہ سال تک عشار کی نماز کے بعد ایک پیر پر کھڑا ہوکر میں نے ایک قرآن شریف ختم کیا ہے۔

آپ کا یہ حال کہ عشار کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت میں داخل ہوتے اور آپ کے ساتھ کوئی داخل نہ ہوتا اور حجرہ میں سے سواطلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا آپ کا یہ حال تھا کہ پہلی رات میں کچھ نفل پڑھتے پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ پہلا ثلث گذر جاتا۔ کبھی آپکا جسم لاغر ہوجاتا اور کبھی بڑا ہوجاتا کبھی ہوا میں بلند ار جاتے یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہوجاتے پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے اور قرآن شریف پڑھتے یہانتک کہ رات کا دوسرا حصہ گذرجاتا اور سجدے بڑے لمبے کرتے تھے اور اپنے چہرے کو زمین سے ملاتے پھر مراقبہ اور مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہوکر بیٹھے رہتے پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیازی میں لگے رہتے اور آپکو ایسا نور ڈھانکتا تھا کہ عنقریب آنکھوں کو اچک لے جائے اور میں انکے پاس یہ آواز سنتا تھا سلام علیکم

## عراق کے جنگلات میں

شیخ ابوالسعود بن احمد بن حریمی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا میں ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا پھرتا رہا نہ میں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ وہ مجھے پہچانتے تھے میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے میں انکو اللہ عزوجل کے طریق پڑھایا کرتا تھا اور حضرت خضر علیہ السلام نے میرے عراق میں آنے کے وقت میں ملاقات کی تھی اس سے پہلے میں انکو پہچانتا نہ تھا انہوں نے مجھ سے شرط کی میں ان کی مخالفت نہ کروں اور فرمایا یہاں بیٹھ جاؤ میں اس جگہ تین سال تک بیٹھا رہا وہ ہر سال آتے اور کہتے ہیں۔ بیٹھے رہو یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آؤں۔

دنیا اور اسکی خوبصورتیاں میرے پاس عجیب شکلوں میں آتیں لیکن میرا پروردگار مجھے ان کی طرف توجہ کرنے سے بچاتا شیطان لوگ میرے پاس مختلف ڈراونی شکلوں میں آتے تھے اور مجھ سے لڑتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ مجھے ان پر قوت دیتا تھا میرا نفس ایک قوت میں ظاہر ہوتا تھا کبھی میرے سامنے عاجزی کرتا تھا

کہ جو آپ کی مرضی ہو وہی کرونگا اور کبھی مجھ سے لڑتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس پر فتح دیتا تھا۔

## مدائن کے جنگلات میں

میرا نفس شروع میں مجاہدوں کا کوئی طریق اختیار کرتا تو میں اسکو لازم کر لیتا تھا میں مدتوں مدائن[1] کے جنگلات میں خرابات میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدوں پر لگائے رکھا ایک سال تک تو گری پڑی چیزیں کھایا کرتا تھا اور پانی نہ پیتا اور ایک سال تک پانی نہ پیتا اور ایک سال نہ کوئی چیز کھاتا اور نہ پانی پیتا اور نہ سوتا۔ ایک رات محل کسریٰ میں بڑی سردی میں سو گیا اور مجھے احتلام ہو گیا۔ میں کھڑا ہوا اور نہر کے کنارے گیا اور غسل کیا پھر سو گیا اسی طرح ایک رات میں چالیس مرتبہ ہوا اور چالیس مرتبہ غسل کیا پھر میں نیند کے خوف سے محل پر چڑھ گیا۔

میں کرخ کے میدان میں برسوں رہا ہوں اس میں سوا جڑی بوٹی کے میری اور کوئی غذا نہ ہوتی تھی مجھے ہر سال ایک شخص صوف کا جبہ لا کر دیتا جسکو میں پہنتا تھا۔ میں ہزار فن میں داخل ہوا یہانتک کہ میں تمہاری دنیا سے میں نے راحت پائی اور مجھے کوئی پہچانتا نہ تھا مگر یہ کہ مجھ کو گونگا، بیوقوف اور دیوانہ کہتے تھے میں کانٹوں میں ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا مجھے کوئی شے خوفناک ایسی نہ ملی کہ جس میں نہ چلا ہوں۔

نفس مجھ پر اپنے ارادے میں غالب نہ ہوا نہ کبھی دنیا کی زینت میں مجھکو عجب میں ڈالا میں نے آپ سے عرض کیا اور نہ لڑکپن میں۔ آپ فرماتے ہیں۔

میں رات دن جنگلات میں رہا کرتا تھا اور بغداد کی طرف نہیں آتا تھا شیطان میرے پاس صفیں باندھ کر پیدل اور سوار آیا کرتے تھے اور ان پر طرح طرح کے ہتھیار ہوا کرتے تھے بڑی بڑی شکلیں ہوتی تھیں اور مجھ سے لڑا کرتے تھے اور مجھ کو آگ کا شہاب مارا کرتے سو میں اپنے دل میں ایسی ثابت قدمی پایا کرتا تھا کہ جس کی تعبیر بیان نہیں ہو سکتی اور میں اپنے باطن سے آواز سنتا "اے عبدالقادر ان کی طرف کھڑا ہو جا کیونکہ ہم نے تمکو مدد دی ہے جب میں ان کے پیچھے دوڑتا تو وہ بھاگ جاتے۔ (بہجۃ الاسرار ملخصاً)

## دو خواب

حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بہت بڑے مجمع میں ہوں جہاں ابلیس ملعون بھی موجود ہے لہٰذا جب میں نے اسکو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کرنا چاہتے ہو اس لئے کہ کسی کے لئے شر کا فیصلہ ہے تو میرے اندر یہ طاقت نہیں کہ

---

[1] اس سے مدائن صالح مراد نہیں ہے بلکہ عراق کا ایک شہر ہے بغداد کے بالکل قریب ہے جیسا کہ کوفہ یہاں بہت سے حضرات صحابہؓ اور تابعین کے مزارات ہیں دجلہ اس شہر کے بیچ سے ہو کر بہتا ہے اسوجہ سے اس شہر کے دو حصے ہیں، مشرقی اور غربی۔ حضرات صحابہؓ کے مزارات کی برکت کیلئے ہی حضرت شیخ اس کے جنگلات میں پھرا کرتے تھے۔ (تاریخ الخطیب ج ۱ ص ۱۲۷)

اسکو خیر میں تبدیل کر دوں اور اگر خیر مقدر ہو چکا ہے تو میں اسکو شر کی طرف منتقل نہیں کر سکتا پھر بتا یہ جبر دست قدرت میں کیا ہے؛ اسوقت اس ملعون نے ہیجڑوں کی شکل بنا رکھی تھی چہرہ لمبا کلام میں نرمی ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال صورت مکروہ تھی وہ مجھ کو دیکھ کر کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

میں نے خواب میں دیکھا۔ جیسے میں اپنی ذات سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہوں۔ باطن کو اپنے نفس سے اور ظاہر کو مخلوق سے اور عمل میں اپنے ارادوں کے ذریعہ خدا کے ساتھ شرک سے بچو! ۔ اس پر ایک شخص نے میرے پہلو سے کہا یہ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میں نے کہا یہ معرفت کی ایک قسم ہے (ماخوذہ فتوح الغیب)

## شیطان کیساتھ معاملہ

کبھی شیطان میرے پاس اکیلا آتا اور مجھ سے کہتا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا مجھے بہت ہی ڈراتا تب میں اس کے ایک طمانچہ مارتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا پھر میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ العظیم پڑھتا تو وہ جل جاتا۔

ایک دفعہ میرے پاس بری شکل میں آیا اسکے بدبو تھی بولا میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ آپ نے مجھے اور میرے پیروکاروں کو تھکا دیا ہے۔ میں نے کہا چلا جا اس نے انکار کر دیا تب اوپر سے ایک گولہ ظاہر ہوا اور اس کے سر پر پڑا وہ زمین میں دھنس گیا دوبارہ میرے پاس آیا تو اس کے ہاتھ میں انگارہ تھا مجھ سے لڑتا تھا تب میرے پاس مرد گھوڑے سوار ظاہر ہوا اس نے تلوار دی تب وہ الٹے پاؤں بھاگا پھر میں نے اسکو تیسری مرتبہ دیکھا وہ دور ہی تھا اور رو رہا تھا اور سر پر خاک ڈال رہا تھا[1] اور کہتا تھا اے عبدالقادر میں تم سے مایوس ہو گیا میں نے کہا دور ہوں ملعون میں تجھ سے ڈرتا ہوں بولا یہ بات مجھ پر اور بھی بھاری ہے۔

پھر اس نے میرے گرد اگرد بہت سے جال پھندے پھیلا دئیے میں نے کہا یہ کیا ہے کہا یہ دنیا کے جال ہیں جس سے ہم تم جیسوں کا شکار کرتے ہیں تب ایک سال تک میں نے ان کے بارے میں توجہ کی یہاں تک کہ سب ٹوٹ گئے۔ پھر بہت سے اسباب قریب ہر طرف سے ظاہر ہوئے میں نے کہا یہ کیا ہے؛ تو اس نے کہا یہ مخلوق کے اسباب ہیں پھر اس معاملہ میں ایک سال متوجہ رہا یہاں تک کہ سب ٹوٹ گئے اور میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

---

[1] مشکوٰۃ شریف باب الحج میں ایک حدیث ابن عباسؓ کی مروی ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ نے شیطان کو سر پر خاک ڈالتے ہوئے دیکھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب خواہشات اور نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور قلب میں روحانیت جگہ پکڑ لیتی ہے تو یہ سب چیزیں منکشف ہونے لگتی ہیں۔ ریاضت اور مجاہدہ شرط ہے پھر ہر ایک کو اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے انکشاف ہوگا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ پر غسل اور وضو کے پانی میں بہتے ہوئے لوگوں کے گناہ معلوم ہوتے تھے احادیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

## مقام بلند

پھر میرے باطن کا حال مجھ پر ظاہر کیا گیا تو میں نے اپنے قلب کو بہت سے تعلقات سے وابستہ پایا میں نے کہا یہ کیا ہے! مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کے ارادے اور اختیارات ہیں تب میں اس کے معاملہ میں بھی ایک اور سال متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب منقطع ہو گئے اور ان سے میرا دل خالص بن گیا۔ پھر میرے نفس کا حال مجھ پر ظاہر کیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں اور اس کی خواہشیں زندہ ہیں اس کا شیطان سرکش ہے پھر میں اس کے معاملہ میں ایک سال تک متوجہ رہا تب نفس کی بیماریاں اچھی ہو گئیں اور خواہش مر گئی شیطان مسلمان ہو گیا[1] اور تمام امر اللہ ہی کیلئے ہو گیا۔ اور میں اکیلا باقی رہ گیا تمام وجود میرے پیچھے رہا۔ حالانکہ میں ابھی تک مطلوب تک نہیں پہونچا تھا۔ پھر میں توکل کے دروازے تک کھینچا گیا تا کہ اس سے اپنے مطلوب کو پہونچ جاؤں ناگاہ دیکھا کہ اس کے پاس زحمت[2] ہے میں اس سے گزر گیا پھر میں باب تسلیم تک کھینچا گیا تا کہ اس سے اپنے مطلوب کو پہونچوں تو اس کے پاس بھی زحمت دیکھی وہاں سے بھی گذر گیا پھر میں باب فقر تک کھینچا گیا دیکھا تو وہ خالی ہے[3] اس سے داخل ہوا تو اسمیں دیکھا کہ اسکو جس کو میں چھوڑتا ہوں میرے لئے بڑا خزانہ اس سے کھلتا ہے اسمیں مجھے بڑی عزت اور دائمی خالص حریت دی گئی بقایا مٹ گئے صفات منسوخ ہو گئے وجود ثانی آ گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

## چند نمونے

شیخ ابو القاسم روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا میری شروع سیاحت کے دنوں میں مجھ پر حالات آتے رہتے تھے اور میں ان سے لڑا کرتا تھا اور ان پر غالب آتا تھا پھر ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا اور جب صبح ہوتی تو مجھے معلوم نہ ہوتا جب ہوش آتا تو میں اپنے کو اس مکان سے دور پاتا جہاں پہلے تھا۔

---

[1] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے ہر کسی پر ایک ساتھی جنات میں سے اور ایک ساتھی ملائکہ میں سے مقرر کیا گیا ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ اور آپ پر بھی یا رسول اللہ۔ فرمایا مجھ پر بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو میرا معین بنا دیا اور وہ مسلمان ہو گیا اب وہ مجھے صرف خیر کا ہی حکم دیتا ہے (مشکوٰۃ شریف) مطلب یہ کہ مجاہدات کے ذریعہ اس پر قابو پایا جا سکتا ہے پھر آدمی سے خیر ہی خیر صادر ہوتی ہے [2] ظاہر ہے توکل اختیار کرنے میں زحمت اور مصیبت ہی ہے تب کہیں جا کر توکل حاصل ہوتا ہے یہ ایک مقام ہے جو مجاہدوں سے حاصل ہوتا ہے ہم لوگوں کو صرف خیالی توکل حاصل ہے [3] فقر کا مقام بلند ہے کیوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری۔ یاد رہے مختلف انبیاء علیہم السلام کو مختلف مقام حاصل رہے ہیں۔ ہمارے حضور کی خصوصیت فقر ہے اور سب سے زیادہ بلند مقام ہے۔

[1] یاد رہے کہ ہر انسان میں دو قوتیں ہیں خیر اور شر۔ خیر کو فرشتوں کی تائید حاصل ہوتی ہے اور شر کو شیاطین کی دونوں قوتیں متشکل ہو کر کبھی کبھی سامنے بھی آ جاتی ہیں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

ایک دفعہ بغداد کے جنگل میں مجھ پر حالت طاری ہوئی اور ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہی مجھے جب ہوش آیا تو مقام شستر میں تھا اس میں اور بغداد میں بارہ دن کا فاصلہ تھا تب میں اس امر میں متفکر ہوا تو ایک عورت ظاہر ہوئی اور بولی تم تعجب کرتے ہو کہ یہاں کیسے آئے۔

شیخ ابو عبداللہ بن حضر بن عبداللہ حسینیؒ نے فرمایا میں نے اپنے والد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تین سال خدمت کی نہ آپ کو ناک صاف کرتے دیکھا نہ تھوکتے دیکھا اور نہ ہی آپ پر مکھی بیٹھتی تھی۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میرے کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو میں اسکو اٹھاتا تھا اور کہتا کہ یہ مرنے والا ہے اور اسکو اپنے دل سے نکال دیتا جب وہ مرجاتا تو اسکی موت کا میرے دل میں کوئی اثر نہ ہوتا تھا کیونکہ اسکو میں پیدا ہوتے ہی دل سے نکلدیا تھا۔ (راوی کہتا ہے کہ) آپ کی لڑکی اور لڑکے مجلس کی رات میں فوت ہوتے تھے مگر آپ مجلس کو قطع نہ کرتے تھے بلکہ کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرماتے تھے۔ غسال میت کو غسل دیتا اور جب میت کے غسل اور تکفین سے فراغت ہوتی تو جنازہ اس مجلس میں لایا جاتا اور پھر شیخ جنازہ کی نماز پڑھاتے۔ (بہجۃ الاسرار)

ہمارے مشائخ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ کا واقعہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور آپ مجلس درس میں تھے آپکو خبر دی گئی آپ برابر پڑھاتے رہے جب جنازہ تیار ہو گیا تو لایا گیا اور آپ نے فراغت کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ ہیں ہمارے مشائخ کوئی دوسرا نمونہ لاتے؟

حافظ محمد اخضر صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں سخت سردیوں کے دنوں میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ ایک قمیص پہنے ہوئے تھے پسینہ آپکے جسم مبارک سے نکلتا اور بہتا اور لوگ آپکو پنکھا کیا کرتے تھے معلوم رہے کہ مراقبہ میں جب حالت استغراقی طاری ہوتی ہے تو سخت جاڑوں میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایکدن میرا حال مجھ پر تنگ ہوا۔ میرا نفس متحرک ہوا اس نے آرام و راحت کو طلب کیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا وہ موت جسمیں حیات نہ ہو اور حیات جسمیں موت نہ ہو۔ (بہجۃ الاسرار)

**محی الدین لقب** آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی سفر سے بغداد پہونچا میرا گزر ایک ایسے بیمار پر ہوا جو نہایت کمزور جسم اور متغیر رنگ تھا اس مریض نے مجھے

دیکھ کر السلام علیکم یا عبدالقادر کہا میں اس مریض کے قریب گیا اس نے کہا مجھے بٹھلائیے۔ میں نے اسکو سہارہ دیکر بٹھایا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ بیٹھتے ہی اسکا جسم تندرست اور تازہ معلوم ہونے لگا مجھے یہ دیکھکر خوف معلوم ہونے لگا۔ اسنے کہا اے عبدالقادر آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ کہا میں آپکے جدامجد کا دین ہوں ضعیف لاغر ہوگیا تھا جیسا کہ آپنے خود ملاحظہ فرمایا خدا تعالیٰ نے آپکی برکت سے مجھے زندہ کردیا۔ آپ کا نام محی الدین (دین کا زندہ کرنے والا) ہے۔ میں اسے رخصت ہوکر جامع مسجد پہنچا ایک شخص نے میرے جوتے میرے پاس اٹھاکر رکھے اور کہا اے شیخ محی الدین۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا لوگ میرے چاروں طرف جوق در جوق اکھٹا ہونے لگے۔ میرے پاؤں کو بوسہ دیتے تھے کہتے تھے اے محی الدین آپکا لقب آسمانوں پر باز اشہب ہے جسکا اپنے قصیدہ میں آپنے ذکر فرمایا ہے (سفینۃ)

## لقب غوث الثقلین

آپنے فرمایا۔ میرا تصرف جن وانس پر ہے لوگ آپکی مجلس میں آکر تائب ہوکر جاتے تھے اور مشرف باسلام ہوتے تھے جنات بھی آپکی مجلس میں صف بصف آکر اسلام لاتے تھے۔ آپنے فرمایا جسطرح انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اسیطرح جنات میں بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ میں جن وانس اور ملائکہ سبکا شیخ ہوں۔ شیخ ابوسعید عبداللہ بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ فاطمہ نامی ایک لڑکی تھی جسکی عمر ۱۶ سال تھی وہ چھت پر گئی اور گم ہوگئی حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوکر میں نے ماجرہ عرض کیا۔ فرمایا آج رات تم بغداد کے محلہ خربہ کرخ میں جاکر زمین میں ایک دائرہ کھینچو اور بسم اللہ علی نیت عبدالقادر پڑھتے جانا پھر اس دائرہ میں بیٹھ جانا جب رات ہوجائیگی تو جنات کی جماعتیں آئیں گی اور صبح کے وقت جنات کا بادشاہ آئیگا تو اسے اپنا واقعہ بیان کرنا۔ راوی کہتا ہیکہ میں نے ایسا ہی کیا جنات آتے اور مجھے ڈراتے لیکن دائرہ کے پاس کوئی نہ آتا صبح کیوقت جنات کا بادشاہ آیا اور دائرہ کے پاس آکر بیٹھ گیا مجھسے کہا کیا کام ہے! میں نے اسے اپنا واقعہ اور لڑکی کا گم ہونا بتلایا اور کہا مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھیجا ہے۔ اسنے حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو لے گیا ہو وہ لڑکی لے کر حاضر ہو۔ تھوڑی دیر بعد جن اور لڑکی کو حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا۔ اسنے جواب دیا کہ میں اڑتا جا رہا تھا یہ لڑکی چھت پر تھی مجھے اچھی معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو قتل کردو! اس جن کو قتل کردیا گیا اور لڑکی کو باپ کے حوالہ کردیا گیا۔ میں نے کہا تم حضرت کے بہت وفادار معلوم ہوتے ہو۔ اسنے کہا کیوں نہ ہوں وہ جب گھر سے بیٹھ کر دنیا کے جنات پر نظر ڈالتے ہیں تو تمام جنات ہیبت سے

پریشان ہوجاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب مقرر فرماتا ہے تو اسکو تمام انسانوں جنات پر متصرف کردیتا ہے (سفینہ)

## آپکے تصرفات

ایک مرتبہ ایک چور حضرت کے گھر میں آگیا وہ اندھا ہوگیا اور وہ کچھ نہ لے جاسکا اسی اثنا میں حضرت خضر علیہ السلام آئے اور بولے لمے ولی اللہ ایک ابدال فوت ہوگیا ہے جسکے لئے حکم صادر ہوا ہے کہ اس کی جگہ پر ایک چور کو مقرر کیا جائے فرمایا ہمارے گھر میں ایک عاجز پڑا ہے جاؤ اسکو دیکھو! اور اسکی جگہ ابدال بنادو۔ حضرت خضر علیہ السلام اسکو گھر سے باہر لائے آپ کی ایک ہی نظر میں وہ بینا ہوگیا اور درجہ ابدالیت پر فائز ہوگیا۔ آپ کے یقیناً شریف میں تو رموفت اور حقیقت کے سوا تھا ہی کیا جسکو چور وہاں سے چرا کرلے جاتا چور ان ہی چیزوں کو حاصل کرنے آیا تھا اور حضور نے اسکو اسکے مقصد میں کامیاب واپس کیا اور محروم نہیں جانے دیا اور مقام ابدالیت پر پہونچادیا۔

کہتے ہیں کہ اقطاب وابدال۔ اور اوتاد کا عزل ونصب اور اولیاء کا سب حال آپکے اختیار میں تھا جس کسی کو چاہتے معزول فرماتے اور دوسرے کو اسکی جگہ مقرر فرماتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک ابدال کی وفات ہوئی قسطنطنیہ سے ایک کافر لایا گیا آپ نے اسکی مونچھیں پکڑ کر اسکا نام محمد رکھ دیا اور اپنا عمامہ اسکے سر پر رکھ دیا اور اسکو ابدالوں کی جماعت میں داخل کردیا[1]

ایک دن ایک مرد غیب ہوا میں اڑ رہا تھا وہ جب بغداد کی سمت پہونچا اسکے دل میں خیال گزرا بغداد میں کوئی مرد خدا نہیں حضرت کو اسکا علم ہوگیا آپنے اسکے کمالات اور احوال کو سلب کرلیا بس وہ مرد غیب آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے قصور کی معافی چاہی آپنے اس کے احوال واپس کردیئے۔[2]

اگر آپ کسی درویش کو شرع کیخلاف کام کرتا دیکھ لیتے تو اسکی نسبت سلب کرلیتے تھے، کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت غوث قدس سرہ عزیز کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

---

[1] کہیں گذر چکا ہیکہ ہر زمانہ میں چالیس ابدال اور سات اوتاد۔ تین قطب اور ایک غوث یا قطب الاقطاب ہوتا ہے حضرت غوث اور قطب الاقطاب تھے۔ حضرت نے فرمایا ابدال وہ جو اپنے ارادے کو فنا کردے اور خدا کے ارادے پر قائم ہوجائے یہ سب مراتب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور پھر اسی کی عطا کردہ توفیق ومجاہدہ پر موقوف ہیں یا پھر کسی کی نظر وتوجہ کے محتاج ہیں۔ کافر کو مرتبہ ابدال پر پہونچادینا کوئی تعجب کی بات نہیں بعض مرتبہ کافر مجذوب سے کسی پیر یا بزرگ کا کام لیا جاتا ہے۔

[2] مگر باطن کا فرنہیں ہوتا اگرچہ خاندانی کافر ہوتا ہے ئہ بزرگوں کے متعلق ان کی موجودگی اور عدم موجودگی میں مودب رہنا چاہیے سلب نسبت اسی کو کہتے ہیں۔

اپنی محبت کی جو چاشنی انکو مرحمت فرمائی کسی کو نہیں عطا کی۔ اور فرمایا حضرت غوث الاعظم احباب میں ممتاز درجہ کے مالک تھے اور اپنے زمانے کے غوث وقطب میں انکا شمار تھا۔

روایت ہیکہ عجم کے ایک شخص نے آپکی بڑائی کو تسلیم نہیں کیا اور اس نے اپنی گردن آپکی اطاعت میں خم نہیں کی اسی وقت اسکے تمام کمالات سلب کرئے گئے اور وہ کورا رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کیساتھ بے ادبی اور بدگمانی سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

آپ نے ارشاد فرمایا خالق کی عزت وجلال کی قسم میں اپنے خدا کے سامنے سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک میرے مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخل ہونیکی اجازت نہ ملے گی۔ حدیث شریف میں مذکور ہیکہ وہ نومولود بچہ جو ہوتے ہی مرگیا یا مرا ہوا پیدا ہوا وہ بھی جنت کے دروازے پر کھڑا ہوکر اپنے والدین کیلئے جنت میں داخلہ کی ضد کریگا۔ ولیس علی اللہ بعزیز۔

روایت ہیکہ آپنے فرمایا جو مسلمان میرے مدرسہ میں آگیا یا اسنے میری زیارت کی عذاب قبر یا عذاب قیامت اسپر ہلکا کردیا جائے گا۔

روایت ہیکہ ہمدان سے ایک شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اسنے عرض کیا میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اسکو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ اسنے کہا کہ مجھ کو عذاب قبر دیا جارہا ہے شیخ کی خدمت میں جاکر دعا کی درخواست کرو۔ آپ نے دریافت کیا وہ میرے مدرسہ میں آیا ہے۔ اسنے کہا بیشک؛ آپ خاموش ہوگئے اور وہ آدمی چلا گیا۔ اور دوسرے دن آیا اور بولا آج رات میں نے اپنے باپ کو خوش وخرم دیکھا ہے اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسکو معاف کردیا۔ (بہجۃ الاسرار۔ سفینہ)

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا اس روح سے اتصال تھا جو کائنات میں سرایت کئے ہوئے ہے اسی وجہ سے ان سے عجائبات ظاہر ہوتے تھے (انفاس العارفین)

یہ بات بظاہر تعجب خیز سی معلوم ہوگی لیکن اگر قرآنی رہنمائی حاصل ہوجائے تو بات آسان ہوجائے گی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اذا سویتہ نفخت فیہ من روحی | جب میں بنا(آدم) بنا چکوں اور اس میں اپنی روح |
| فقعوا لہ ساجدین۔ | پھونک دوں تو سجدہ میں گر جانا۔ |

یعنی حق تعالیٰ شانہ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ جب میں اسمیں اپنی روح داخل کر دوں الخ

روح کیا چیز ہے ؛ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

قل روح من امر ربی — فرما دیجئے روح میرے رب کا امر ہے۔

امر رب جو کچھ بھی ہے وہ پوری کائنات میں سرایت کئے ہوئے ہے اسی سے حضرت شیخ کا اتصال تھا اسی وجہ سے آپکے تصرفات عجیب تھے۔

## حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تذکرہ اور مواعظ میں حضرت خضر علیہ السلام کی آمد اور آپ سے ملاقات کا بکثرت ذکر آتا ہے۔ آپ نے خود اپنے مواعظ میں اپنی کتابوں میں اسکا ذکر کیا ہے۔ مواعظ اور تذکرے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات بکرات و بکثرت ہوئی دیگر اولیاء کے تذکروں میں بھی حضرت خضر علیہ السلام سے انکی ملاقات کا ذکر ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت حضرات صوفیا کے یہاں ابوالعباس ہے۔ اولیاء اللہ کے بارے میں یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے ان حضرات کی روحانیت کی لطافت اور مکشوفات اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں کہ جو چیزیں ہم خواب میں دیکھتے ہیں اور بہت سی خواب سے بالاتر ہیں وہ اپنی سر کی آنکھوں سے جب چاہے دیکھ لیتے ہیں۔ ہم لوگوں کیلئے یہ حجاب کثافت قلبی کیوجہ سے ہے اور ان کے یہاں کثافت کا معاملہ نہیں ہے۔ بہرحال اس جگہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں ایک مفصل تحقیق ہم اپنی کتاب تفسیر تقریر القرآن سے نقل کرتے ہیں۔

وہ بندہ کون تھے جنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجمع البحرین پر پتھر کے پاس دیکھا تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے خصوصی علم عطا کیا تھا اور اپنی رحمت سے نوازہ تھا۔ صحیح احادیث میں ان کا نام حضرت خضر مروی ہے وہ کون تھے انسان تھے یا جنات یا فرشتہ۔ اور اگر نبی تھے تو ولی تھے یا نبی تھے ؟ تفسیر ابن کثیر نے ایک قول یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام انسان نہیں تھے بلکہ وہ فرشتہ تھے۔ فرشتہ تسلیم کرلینے کے بعد قصہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام میں جو شرعی اعتراضات وارد ہوتے ہیں انکی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ پھر تو یہ کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محیر العقول واقعات کا مشاہدہ کرادیا۔

یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہیکہ حدیث شریف میں حضرت خضر علیہ السلام کو رجل اور آیت پاک میں عبد

نام سے ذکر فرمایا ہے۔ یہ الفاظ قرآن شریف میں جنات کیلئے بھی اور فرشتوں کیلئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔
اور حضرت خضر علیہ السلام کو انسان یا جنات میں تسلیم کر لینے کے بعد یہ اعتراض وارد ہوتا ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد (الآیۃ) انسان کو بھی دوام عطا نہیں کیا۔

حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| فان علی راس مائۃ سنین لا | جو بھی آج زمین پر موجود ہے ان میں سے |
| یبقی ممن هو الیوم علی ظهر | کوئی بھی سو سال بعد زمین پر باقی نہ رہے |
| الارض احدٌ (حدیث) | گا۔ |

اسی قسم کے دیگر شبہات کا ازالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاشفہ سے ہو جاتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے تو حضرت خضر علیہ السلام عالم ارواح میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اور حضرت الیاس علیہ السلام دونوں کی وفات ہو چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو یہ اختیار دیا ہے کہ ہم انسانی شکل میں متشکل ہو کر دنیا میں قطب مدار کی مدد کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اس مکاشفہ سے تمام اشکالات اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں۔

بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ ہوتے وہ ذوالقرنین کی فوج میں تھے انہوں نے بہت طویل عمر پائی لیکن یہ ثابت نہیں کہ ان کی وفات کب ہوئی صحیح بات وہ ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ارشاد فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب پنجم

## مواعظ حسنہ اور مسئلہ فقر کی حفظ

از سنہ ۵۲۱ھ تا سنہ ۵۶۱ھ

چراغ فقر ہوا بھی جسے بجھا نہ سکے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"جب میں کسی شے کیلئے کہتا ہوں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے لہذا جب تم خدا کی اطاعت کرتے رہو گے تو تمہیں ایسا بنا دیا جائیگا کہ جب تم کسی شے سے کہو گے کہ ہو جا وہ ہو جائیگی۔ بلا شبہ بہت سے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے"

(فتوح الغیب)

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

# باب پنجم

## مواعظ حسنہ اور مسئلہ قدمی ہذہ

### از ۵۲۱ھ تا ۵۶۱ھ

**مجلسِ وعظ** آپنے پہلا وعظ ماہ شوال المکرم ۵۲۱ھ میں حلبہ برھانیہ میں فرمایا۔ آپنے خود ارشاد فرمایا ہے

ابتدار حال میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ

خواب میں تشریف لاتے اور مجھکو کلام کرنیکا حکم دیا اور دونوں نے

اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ٹپکایا اس کے بعد میرے اوپر ابواب

سخن کھل گئے (اخبار ص۱۲)

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

شروع میں میرے اوپر کلام کا اسقدر غلبہ ہوتا تھا کہ میں سکوت برداشت

نہیں ہوپاتا تھا۔ گلا گھٹنے لگتا تھا۔ مجبوراً مجلس میں حاضر ہوا۔

شروع میں دو تین افراد مجلس میں ہوتے تھے پھر بعد میں اسقدر

ازدہام ہوا کہ لوگوں کو بیٹھنے کو جگہ نہ رہی۔ اس کے بعد میرا وعظ شہر

کی عیدگاہ میں ہونے لگا وہاں بھی جگہ تنگ پڑ گئی اس کے بعد شہر کے

باہر جگہ مقرر ہوئی اور انبوہ در انبوہ سواریوں پر اور پیدل آنے لگے راوی

کا بیان ہے کہ آپکی مجلس میں ستر ستر ہزار کا مجمع ہوتا تھا (اخبار ص۱۳)

راوی بیان کرتا ہے کہ آپکی مجلس میں وعظ قلمبند کرنیوالوں کی تعداد چار سو کے قریب تھی آپ کی آواز مبارک دور

نزدیک سب کو برابر سنائی دیتی تھی ۵۲۸ھ سے مدرسہ معمورہ میں آپکا وعظ ہونے لگا یہ وہی مدرسہ ہے جو شیخ

ابو سعید مبارک مخزومیؒ آپ کے پیر کی درسگاہ تھا۔ بعد میں آپ نے یہاں درس دینا شروع کر دیا تھا ۵۲۸ھ

میں آس پاس کی عمارتوں کو اسمیں شامل کر کے وسیع کر دیا گیا تھا۔

**خطبہ مسنونہ** آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے متعدد مرتبہ

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم میں نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کے بغیر کوئی کلام نہیں

کیا۔ آپنے فرمایا شروع میں تین مرتبہ الحمد للہ رب العالمین فرماتے۔ ہر مرتبہ فرمانے کے بعد کچھ دیر سکوت فرماتے پھر الحمد للہ رب العالمین فرماتے پھر کچھ دیر خاموش رہتے پھر فرماتے الحمد للہ رب العالمین پھر خاموش ہوجاتے اور پھر فرماتے۔

عدد خلقه وزنة عرشه وعداد كلماته ومنتهى علمه وجميع ما شاء خلق وذرأ وبرأ عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم الملك القدوس العزيز الحكيم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وله الملك وله الحمد وهو يحيي ويميت بيده الخير وهو على كل شيء قدير واشهد ان محمداً عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون واللهم اصلح الامام والامة والراعي والرعية والف بينهم قلوبهم في الخيرات وارفع شر بعضهم من بعض اللهم انت العالم بعيوبنا فاسترها وانت العالم بحوائجنا فاقضها لا تريننا من حيث نهيتنا ولا تفقدنا من حيث امرتنا ولا نفوت ذكرك وشكرك وحسن عبادتك۔

پھر آپ دائیں طرف متوجہ ہو کر فرماتے۔

لا اله الا الله ما شاء الله كان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

پھر بائیں طرف متوجہ ہو کر یہی فرماتے۔ اس کے بعد فرماتے۔

لا تبدد اخبارنا ولا تهتك استارنا ولا تواخذنا بسوء اعمالنا لا تجعلنا في غفلة ولا تاخذنا على غرة ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا لا تحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا ربنا لا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين۔ اس کے بعد آپ وعظ فرمانا شروع کر دیتے تھے[2]۔

---

[1] بہجۃ الاسرار ص۳۲ کے ہر مجلس ذکر میں فرشتوں کی موجودگی احادیث سے ثابت ہے اور حضرت غوث کی مجلس میں ملائکہ کا ازدحام ہونا بالکل قرینِ عقل نقل ہے۔

## کیفیتِ مجلسِ وعظ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں تحریر فرمایا ہیکہ حضرت غوث الاعظمؒ جب کرسی پر تشریف رکھتے اور الحمدللہ رب العالمین فرماتے تو تمام روئے زمین پر جتنے اولیاء اللہ ہوتے خواہ موجود ہوں یا غائب ہوں خاموش ہو جاتے اسی وجہ سے آپ اس کلمہ الحمدللہ رب العالمین کو مکرر فرماتے اور سکوت اختیار فرمایا کرتے تھے آپکی مجلس میں اولیاء اللہ اور فرشتوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔

حضور غوث پاکؒ کے معاصرین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جنات کی حاضری کیلئے وظیفہ (دعوت) پڑھی لیکن جنات میں سے کوئی نہ آیا پھر وہ دوسرے وقت آئے تو میں نے وجہ تاخیر دریافت کی۔ جنات نے جواب دیا کہ ہم حضرت کی مجلسِ وعظ میں شرکت کرتے ہیں آپ مجلس وعظ کے وقت کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں بلائیں گے تو تاخیر نہ ہوگی اور ہم جنات انسانوں سے زیادہ تعداد میں حضور کی مجلس میں ہوتے ہیں اور ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؓ کی کوئی مجلس یہود و نصاریٰ کے تائب ہونے اور مسلمان ہونے اور فساق و فجار کے توبہ کرنے سے خالی نہ ہوتی تھی چنانچہ ۵ پانچسو سے زائد یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے اور سینکڑوں ہزار فساق و فجار تائب ہوئے۔ آپ کے مواعظ حسنہ پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہیکہ آپ نے مواعظ میں مختلف علوم و فنون بیان فرماتے تھے اور تمام حاضرین بالکل خاموش اور غلبہ ہیبت و عظمت سے مبہوت سے رہتے تھے۔ سانس تک کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی جب حضرت اپنے وعظ کے درمیان فرماتے۔

"اب ہم قال سے حال کی طرف منتقل ہوتے ہیں"

اسوقت لوگوں پر عجیب قسم کا اضطراب پیدا ہوتا تھا شورش باطن سے لوگ کپڑے پھاڑتے روتے بےہوش ہو جاتے اور غلبہ و شدت سے بہت سوں کا انتقال ہو جاتا اور محبت کا جام شہادت نوش فرماتے تقریباً روزانہ ہی مجلس سے دو چار دس گیارہ تک جنازے اٹھتے تھے (اخبار)

یہ تو حضرت کے مواعظ کا حال تھا ہم نے انکے سچے جانشینوں اور متبعین کا بھی حال دیکھا ہے اور پڑھا بھی ہے۔ ہمارے مشائخ میں سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ جامع مسجد دیوبند میں خدام کے اصرار فرمایا (برِ وعظ)، آپ نے صرف دو مرتبہ زبان سے اللہ فرمایا۔ معلوم نہیں کس تڑپ سے فرمایا کہ لوگ بے چین ہو گئے دہاڑے مارنے لگے مضطرب اور بے حال ہو گئے راوی کا بیان ہیکہ اگر ایک مرتبہ

اور فرما دیتے تو اغلب تھا کہ کوئی مر بھی جاتا۔ (تذکرۃ الرشید)

ہم نے اپنے مشائخ میں سے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بھی مواعظ سنے ہیں کسی نے بیان کیا ہے ایک مرتبہ آپ نے مرادآباد کی جامع مسجد میں وعظ فرمایا۔ فضائل ذکر بیان فرمارہے تھے کہ مسجد کے حوض کی مچھلیاں تڑپ تڑپ کر باہر آرہی تھیں۔ (انفاس قدسیہ)

ہم نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ امیر تبلیغ اور حضرت شیخ الاسلام اور حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے مواعظ بھی سنے ہیں لاکھوں کا مجمع ہوتا تھا اور لوگ نہایت سکوت سے سنا کرتے تھے یہ تھے حضرت غوث پاکؒ کے سچے جانشین اور متبعین۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

حضرت غوث الاعظمؒ کی مجلس شریف میں مذکور ہے کہ آپکی مجلس میں خوارق عادات کرامات، عجائبات امور عجیبہ کا اس کثرت سے ظہور ہوتا تھا کہ حصر و شمار میں آنا ممکن نہیں۔ اگر تمام اشجار کو قلم بنا دیا جاتے اور تمام سمندروں کو سیاہی بنا دیا جاتے (دلیل میں آیت شریف پیش کردی مقصود کثرت ہے) تمام اولیاء اللہ، فرشتے، انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام اور ارواح کیسا تھ موجود ہوتے تھے اور خود حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تائید و تربیت کیلئے تجلی فرماتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام تو بکثرت تشریف لاتے تھے اور مشائخ زمانہ میں ہر ایک کا یہ ارشاد تھا۔

من اراد الفلاح فعلیہ بملازمۃ ھذہ مجلس

جو بھی فلاح چاہے اس کے لئے مجلس میں آنا ضروری ہے (اخبار ۱۳)

راقم الحروف عرض کرتا ہے۔ لیکن اب اس زمانہ میں جو بھی فلاح و کامیابی چاہتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ آپ کے مواعظ حسنہ پڑھے۔

روایت ہے کہ ایک دن آپ مجلس میں چند قدم چلے اور فرمایا اے اسرائیلی ٹھہر! اور کلام محمدی سن آپنے فرمایا کہ ابھی حضرت خضر علیہ السلام ادھر سے گزرے تھے میں نے ان کو روکا تھا۔

روایت ہے۔ آپ کرسی وعظ پر بیٹھ کر بھی ارشاد فرماتے تھے۔ لوگو! مجلس وعظ میں شرکت سے نہ رکو۔

---

[1] ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے تھے یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے (تفسیر مظہری، ابن کثیر سورۃ الکہف)

اس جگہ ولایت تقسیم ہوتی ہے اس جگہ درجات تقسیم ہوتے ہیں۔ اے توبہ کے طالب آ، بسم اللہ اے طالب عفو آ بسم اللہ اے طالب اخلاص آ۔ بسم اللہ ہفتہ میں آ۔ مہینہ میں آ۔ سال میں آ۔ اور اگر نہ ہو سکے عمر میں ایک بار تو آ۔

## کیفیات عجیب

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق صاحب فرماتے ہیں۔ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ولی۔نبی ایسا پیدا نہیں کیا جو میری مجلس میں نہ آئے۔زندہ جسم کیا تھا اور اموات ارواح کیا تھا اور فرمایا میرا کلام جنات اور مردان غیب کو بھی ہوتا ہے جو حاضر ہوتے ہیں۔کوہ قاف سے ان کے قدم ہوتے ہیں اور ان کے دل شدت اشتیاق محبت الٰہی سے شوق وجد میں جلتے ہیں اور لپٹیں نکلتی ہیں۔آپ کے صاحبزادے نے فرمایا اس وقت میں آپکی کرسی کے پاس تھا اچانک میری دستار اور لباس میں لپٹ نکلنے لگی اور میں بیہوش ہو کر گر پڑا آپ کرسی سے اترے اور آگ بجھائی اور فرمایا۔اے عبدالرزاق تو بھی ان میں سے تھا۔

روایت ہے کہ مشائخ عصر میں سے ایک صاحب شیخ صدقہؒ بھی تھے وہ تشریف لائے۔بہت سے مشائخ حضرات کے انتظار میں تھے آپ باہر تشریف لاتے اور کرسی پر جا بیٹھے۔نہ قاری نے تلاوت قرآن پاک کی اور نہ آپ نے کچھ فرمایا لیکن حاضرین پر عجب قسم کا حال اور وجد طاری تھا۔شیخ صدقہ کے دل میں آیا عجب معاملہ ہے! بلا تلاوت اور بلا کلام کے ہی یہ معاملہ ہے! آپ شیخ صدقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔میاں!میرے مریدوں میں سے ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں آیا اور میرے ہاتھ پر توبہ کی۔شیخ صدقہ کے دل میں خیال آیا یہ بھی عجب معاملہ ہے جو ایک قدم سے بیت المقدس سے یہاں آ سکتا ہے اسکو توبہ کی کیا ضرورت! آپ پھر شیخ صدقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔توبہ کی اسوجہ سے ضرورت ہے کہ وہ ہوا پر اڑتا ہے اور طریق محبت نہیں جانتا میں نے اسکو اللہ تعالیٰ کی محبت کا طریقہ تعلیم کیا ہے۔اور اس کے بعد فرمایا کہ میری تلوار مشہور ہے۔میری کمان میں فرق نہیں۔میرا تیر کبھی خطا نہیں کرتا میرا نیزا کبھی نہیں چوکتا۔میرے دریا کا کنارہ نہیں۔میں رنہاتے دقت ہوں میرا امر خدا کا امر ہے اے رہروان اے ابدالوں۔اے اوتادوں۔اے پہلوانوں اور اے بچو! آؤ اور میرا فیض حاصل کرو میں محبت خدا ہوں۔میں نائب رسول ہوں۔میں وارث رسول ہوں اور فرمایا آدمیوں کے جنات کے اور فرشتوں میں مشائخ ہوتے ہیں میں سب کا شیخ ہوں۔(اخبار الاخیار)

## ۔قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

متعدد اور بکثرت اکابر اولیاء اللہ گذرے ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے اوقات میں حالت جذب و شوق میں بعض کلمات اپنی زبان مبارک سے ایسے ادا کئے ہیں کہ ظاہر بینوں نے انکا مطلب کچھ اور لیا ہے اور اہل دل کے نزدیک وہ کلمات اپنی جگہ بالکل حق اور درست تھے اور ہیں انہیں میں سے حضرت غوث پاکؒ کا ارشاد گرامی ہے۔ ایک دن آپ کی مجلس میں دستور کیمطابق بکثرت اولیاء اللہ اور مشائخ تھے کہ آپ نے کرسی وعظ پر بیٹھے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

واقعہ کے راویوں نے اس دن مشائخ مجلس کے یہ نام شمار کرائے ہیں۔

۱۔ شیخ علی بن ہیتی۔
۲ " بقائی بن بطو
۳ " ابوسعید قیلوی
۴ " ابونجیب سہروردی
۵ " قضیب البان موسی
۶ " ابوسعید
۷ " اعزاز بطائحی
۸ " منصور "
۹ " حماد بن دباس
۱۰ " یوسف بن ایوب ہمدانی
۱۱ " عقیل بن منبجی
۱۲ " ابوالبشر ازحضرلی
۱۳ " عدی بن مسافر
۱۴ " علی بن وہب بخاری
۱۵ مو شیخ موسیٰ بن یامین۔
۱۶ " احمد بن ابوالحسن رفاعی
۱۷ " عبدالرحمٰن طفسونجی
۱۸ " علی مطربا
۱۹ " ماجد کردی
۲۰ " ابومحمد بن قاسم
۲۱ " شیخ ابوعمر
۲۲ " سوید بخاری۔
۲۳ " حیات بن قیس
۲۴ " مرسلان دمشقی
۲۵ " عبدالکریم اکبر
۲۶ " ابوالعباس جوسقی۔
۲۷ " ابوحکیم بن ابراہیم۔

۲۸ شیخ مکارم اکبری

۲۹ " صدقہ بغدادی

۳۰ " یحییٰ دوری تعش

۳۱ " ضیاء الدین بن ابراہیم

۳۲ " ابوعبداللہ بن جرسنی

۳۳ " " " بن حمامی

۳۴ " جمیل

۳۵ " عبدالحق حریمی

۳۶ " ابوعمر

۳۷ " ابوحفص

۳۸ " ابونصر غزالی

۳۹ " مظفر جمال

۴۰ " ابوالعباس احمریانی

۴۱ " " " سوزلی

۴۲ " ابوعبداللہ خاص

۴۳ " ابوعمر عثمان

۴۴ " سلطان بن احمد

۴۵ " ابوبکر بن عبدالحمید

۴۶ " ابوالعباس بن احمد

۴۷ " ابومحمد بن عیسیٰ

۴۸ " مبارک بن علی

۴۹ " ابوالبرکات بن معدان

۵۰ عبدالقادر بن حسن

۵۰ شیخ ابوالسعود بن ابوبکر

۵۱ " ابوعبداللہ اوانی

۵۲ " ابویعلی

۵۳ " عبداللہ قریشی

۵۴ " ابوالحق ابراہیم

۵۵ " شہاب الدین سہروردی

۵۶ " ابوالقاسم عمر

۵۷ " ابوالمنار محمود

۵۸ " عثمان البقال

۵۹ " عبدالرحیم سنجری

۶۰ " عباد البواب

۶۱ " ابوعمرو بن عثمان

۶۲ " مکارم نسر خالص

۶۳ " خلیفہ بن موسیٰ

۶۴ " ابوالحسن جوستی۔

۶۵ " ابوالبرکات بن صحرا

۶۶ " شیخ غوث۔

ان کے علاوہ اور بہت سے اولیائے کبار موجود تھے ان میں سے بعض حضرات کے حالات تفصیل سے ملتے ہیں اور بعض کے بہت مختصر ملتے ہیں مذکورہ اسماء قابل ذکر امر یہ بھی ہے کہ انہیں سر جھکانے والوں میں شیخ حماد بن مسلم بھی تھے جنکا وصال ۵۲۵ھ میں ہوا ان کو حضرت غوث رضی اللہ عنہ نے خرقہ خلافت عطا

بھی پہنایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ مجالس کے ابتدائے حال میں ہوا تھا بعض نے اسکو ۵۲۱ھ کا واقعہ قرار دیا ہے۔

روایت ہیکہ شیخ علی بن ہیتی منبر شریف کے قریب آتے اور آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اور دامن کے نیچے کو نکل گئے۔ شیخ ابو سعید قیلوی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت نے یہ فرمایا تھا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب صافی پر تجلی ڈالی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی ایک جماعت کیساتھ تشریف فرماتھے اور آپ کو خلعت پہنایا تھا۔ ہزاروں اولیاء انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ موجود تھیں فضا میں رجال الغیب اور ملائکہ صفیں باندھے ہوئے تھے۔ (سفینہ۔ بہجۃ۔ اخبار)

روایت ہیکہ ایک عجمی شیخ نے آپکی بڑائی کو تسلیم نہیں کیا اور سر نہیں جھکایا۔ اسی وقت اس کے کمالات اور احوال سلب کرلئے گئے اور وہ کورا رہ گیا۔ بلا شبہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کے افضال اعلیٰ اور خصوصی میں سے ہے یہ کمال کسی دوسرے انسان کو حاصل نہ ہوسکا۔

## تبصرۂ خصوصی

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے افضال اور عنایات کا شمار احاطۂ جن وملک سے باہر ہے وہ صاحب اختیار اور صاحب کن فیکون ہے وہ ذرہ کو آفتاب بنادے اور ساکن کو درماندہ کردے یہ حق ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مثل ناممکن ہے۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ ایسا دوسرا آئینہ
نہ دکان آئینہ ساز میں نہ خیال آئینہ ساز میں

اسی طرح سے حضرت غوث الاعظمؒ کی مثل ناممکن ہے۔

تو جو چاہے تو کرے سینہ صحرا سے حباب ۔۔۔ تیری وہ شان ہے جسکی نہ کوئی حد نہ حساب

حضرت منصورؒ کی انا الحق۔ حضرت بایزید کی سبحانی ما اعظم شانی۔ حضرت غوث الاعظمؒ کا ارشاد قدمی حقیقت ہے ان کا مقام یہی تھا آخر قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

| | |
|---|---|
| وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی۔ (الآیۃ) | جب آپ نے کنکریاں ماری وہ آپ نے نہیں خدا نے ماری ہیں۔ |

لیکن وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عبدیت تھی۔ یہ حضرات شان محبوبیت اور عاشقی میں انکے دل فنا ہوگئے تھے کہ جنھوں نے اپنے وجود ہی کو لیلیٰ قرار دے لیا تھا۔ عشق ومحبت کے دائرہ سے جب قلب

وارد ہوتے ہیں تو عاشق صادق اپنے وجود میں گم ہو جاتا ہے بلکہ وہ خود کو ہی محبوب سمجھنے لگتا ہے۔
شیخ سعدیؒ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے۔

گہے بر طارم اعلی نشینم　　　گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

## طرز خطابت

حضرت کا وعظ سادہ اور بے تکلف ہوتا تھا۔ کیف ما اتفق شروع کر دیا اور پھر دریا بہا دیتے۔ وعظ کیا للکار ہوتی تھی۔ پکار ہوتی تھی۔ زجر و توبیخ ہوتی تھی۔ سخی کی سخاوت ہوتی تھی۔ فیوض کی بارش تھی درمیان میں **مشفقانہ** تربیت بھی۔ شریعت کی تعلیم بھی۔ بزرگوں اور اکابر کے اقوال بھی۔ آیات بھی احادیث بھی۔ عقائد بھی سب کچھ ہوتا تھا۔ آج بھی بھٹکے ہوؤں۔ گمراہوں کے لئے سب کچھ ہے ہدایت یافتہ لوگوں کیلئے عروج اور مقامات کی شاہراہ کھل جاتی ہے وجد حال۔ کیفیت سب کچھ ہوتا ہے کبھی کبھی آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

۱۔　اے ہاتھ کے بنے ہوئے۔ اے احسان کے تربیت یافتہ۔ اے بخشش کے غذا یافتہ اے کرم کے پرورش یافتہ۔ میں کس قدر تجھ سے ملول ہوں۔ اور تو ظلم کرتا ہے تو کس قدر دوستی کے کپڑوں کو پھاڑتا ہے اور میں رفو کرتا ہوں۔ تو کس قدر مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور میں معاف کرتا ہوں۔

۲۔　سن لو اے عقل والوں تم ہمیشہ ساکین کو ناراض رکھتے ہو اور پھر حق تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہو۔ اسکی خوشنودی تمہارے ہاتھ کبھی نہ آئے گی تم ہر پہلو اسکی ناراضی میں ہو۔ میرے کلام کی درشتی پر ثابت قدم رہو مزور فلاح پاؤ گے۔

۳۔　صاحبزادے غضب خداوندی کا نشانہ بنے ہوئے منافقوں سے اعراض کر عاقل بن اور ان کے پاس نہ پھٹک اس زمانہ کے اکثر لوگ دراصل بھیڑیے ہیں کہ ان پر لباس ہیں۔ پس صورت میں تو انسان ہیں اور سیرت میں موذی شیطان۔

## قتل کی سازشیں

آپ اپنے واعظوں میں ہر طبقہ کے لوگوں کو اعلانیہ للکارتے تھے جس سے وہ بھلے آپکے قتل کی سازشیں کرتے آپ اسکو بھی بیان فرما دیتے تفصیل ملاحظہ فرمائیں (فیوض یزدانی)

## قبولیت اور رجوع عام

ایک دن آپ جامع مسجد میں موجود تھے چھینک آگئی۔ آپ نے الحمدللہ فرمایا جواب میں یرحمک اللہ کی آواز سے پوری مسجد گونج گئی۔ خلیفہ المستنجد باللہ موجود تھا۔ بولا یہ شور و غوغا کیسا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر کو چھینک آئی تھی۔ لوگوں نے اسکا جواب دیا ہے۔

ایک دن خلیفہ بذات خود دیناروں کی تھیلی لیکر حاضر ہوا آپ نے اس کے ہاتھ سے تھیلی کو لے کر نچوڑا تو خون بہنے لگا فرمایا۔ یہ رعایا کے غریبوں کا خون لے کر آیا ہے۔

ایک دن آپ نے وعظ میں فرمایا۔ دینار کیا ہے۔؟ دین ختم ہو جاتا ہے۔ درہم کیا ہے۔ در ختم ہم یعنی غم باقی ہے۔ (اخبار۔ فتوح الغیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# باب ششم

## وصال۔ اور اخلاق وعادات

# باب ششم

## وصال اور اخلاق وعادات

---

**وصال** آپ کی تاریخ وصال میں اختلاف ہے مشہور ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہے اسی بناء پر مسلمانوں کا قادری طبقہ گیارہویں شریف مناتا ہے اور بعض کے نزدیک ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہے اس لئے ایک گروہ آپکا عرس سترہویں تاریخ کو مناتا ہے۔ لیکن شہزادہ داراشکوہ کی تحقیق کے مطابق ۹ ربیع الثانی صحیح تاریخ وصال ہے حضرت مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی نے آپکا تذکرہ وفات اس طرح کیا ہے۔

شیخ عبدالوہاب صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ سے آپ کے مرض وفات میں کچھ وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اسکی اطاعت کو لازم کر لیجیو! اور کسی سے خوف نہ رکھیو! اور ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالہ کیجیو! اور کسی سے نہ مانگیو! اور حق تعالیٰ کے علاوہ کسی پر بھروسہ رکھیو! نہ اعتماد توحید، توحید، توحید سب چیزوں کا خلاصہ توحید ہے۔ آپ نے مرض الموت میں یہ بھی فرمایا کہ جب قلب حق تعالیٰ کیساتھ درست ہوجاتا ہے تو نہ کوئی شے اس سے خالی رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر نکلتی ہے۔ میں مغز ہوں پوست نہیں ہوں۔ نیز آپ نے اپنے صاحبزادوں سے فرمایا میرے ارد گرد سے دور ہٹ جاؤ! کہ میں ظاہر سے تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں دوسرے کیساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بعد ہے جتنا آسمان اور زمین میں۔ لہٰذا نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو اور کسی کو مجھ پر قیاس کرو نیز آپ نے فرمایا میرے پاس تمہارے سوا فرشتے آتے ہیں لہٰذا جگہ خالی کردو اور ان کے ساتھ باادب رہو یہاں فرشتوں اور ارواح انبیاء کا بڑا انبوہ ہے ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔

ایک صاحبزادے نے مجھ کو اطلاع دی کہ یوں فرماتے ہیں۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ مجھے بخشے اور تمہیں بھی بخشے اور مجھ پر توجہ فرمائے اور تم پر بھی۔ بسم اللہ تشریف لائیے! خدا کرے ہر وقت رہو اور رخصت نہ کئے جاؤ۔

ایک دن رات کامل یہی فرماتے رہے اور فرمایا میں کسی شئے کی بھی پرواہ نہیں کرتا نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت

کی۔ ملک الموت! تم ہٹ جاؤ! ہمارے لئے تمہارے سوا کوئی اور ہے جو قبض روح کا متکفل ہوگا۔ اس کے بعد ایک بڑی چیخ ماری اور یہ اسی دن کا واقعہ ہے جسکی شام کو آپ نے وفات پائی۔ اور آپ سے آپکے کسی صاحبزادے نے طبیعت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے وہی ہوں جو علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں۔

آپ نے صاحبزادے عبدالجبار سے فرمایا۔ تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو۔ تم لوگ میرے اندر فنا ہو جاؤ کہ بیداری نصیب ہوگی۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر رہا اور صاحبزادگان کی ایک جماعت کی خدمت میں حاضر تھی آپ کے صاحبزادے عبدالعزیز جو بھی دہن مبارک سے نکلتا تھا لکھ لیتے تھے۔ بس آپ نے فرمایا قلم، کاغذ عفیف کو دیرونا کردہ لکھے چنانچہ میں نے کاغذ و قلم لے لیا اور لکھنا شروع کر دیا

سیجعل اللّٰہ بعد عسر یسراً عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کرے گا

صفات خداوندی کے متعلق جسقدر اطلاعیں آئیں ہیں اسی طرح ان پر عبور کرو۔ حکم بدل جایا کرتا ہے مگر علم نہیں۔ حکم منسوخ ہو جایا کرتا ہے مگر علم منسوخ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کا علم اس کے حکم سے ٹوٹ نہیں سکتا۔

اور آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق و موسیٰ نے مجھے خبر دی کہ آپ ہاتھ اٹھاتے اور دراز فرما کر یہ کلمات فرماتے ہیں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ توبہ کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ! میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ نیز آپ فرماتے نرمی کرو نرمی! اس کے بعد حق اور سکرات موت آپہونچی۔ چنانچہ آپ فرمانے لگے میں مدد لیتا ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ سے کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے کہ نہ وفات پائے گا۔ اور نہ اسکو موت کا اندیشہ ہے۔ پاک ذات ہے جس نے غلبہ پایا قدرت سے اور غالب ہوا اپنے بندوں پر موت کا حکم لگا کر۔ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ کے صاحبزادے موسیٰ نے مجھے خبر دی۔ کہ جب آپ نے اس دعا میں تعزز کا لفظ بولا تو آپ کی زبان اسکو ٹھیک طرح سے ادا نہ کر سکی بس آپ اسکو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ کہا تعزز پر آواز کھینچی اور سختی کیساتھ اسکو نکالا حتیٰ کہ زبان نے اسکو صحیح ادا کر دیا اس کے بعد فرمایا۔ اللہ اللہ اللہ اس کے بعد آواز پست ہوگئی اور زبان مبارک تالو کو چپٹ گئی اس کے بعد انتقال فرما دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور انکو راضی رکھے۔ اور ہمارے اور آپکے درمیان اجتماع فرمائے۔

سچے ٹھکانے میں مقدرت والے بادشاہ کے پاس۔ اور ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جو پروردگار ہے۔

سارے جہاں کا اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں سردار انبیاء اور شفاعت کرنےوالی جماعت کے سپہ سالار سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بہترین مخلوقات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ اجمعین۔ (فیوض یزدانی)

**حلیہ شریف** آپ نحیف البدن تھے۔ میانہ قد، کشادہ سینہ، جوگردی گھنی داڑھی، سرخ وسپید رنگ۔ ابرو پیوستہ بلند آواز۔ آپ کے کلام میں اسقدر جلدی اور تیزی تھی کہ سننے والے کے دل میں رعب وہیبت پیدا ہوجاتی تھی۔ آپ کے کلام میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ دور نزدیک بیٹھے والوں پر برابر یکساں آواز پہونچتی تھی اور سب لوگ بلا کمی بیشی بخوبی سن لیتے تھے اگرچہ مجمع کی تعداد ستر ستر ہزار تک ہوتی تھی اور وعظ لکھنے والوں کی تعداد چارسوں تک ہوتی تھی الخ (دیباچہ فیوض یزدانی اخبار الاخیار)

**آپ کی اولاد** آپکے گیارہ صاجزادے تھے۔

۱۔ حضرت شیخ سید سیف الدین عبدالوہاب متوفی ۵۹۳ھ

۲۔ " " " شرف الدین سید عیسیٰ " ۵۷۳ھ فتوح الغیب انہیں کیلیے تصنیف فرمائی گئی تھی

۳۔ " " " سراج الدین ابوالفتح سید عبدالجبار متوفی ۵۷۳ھ

۴۔ " " " تاج الدین ابوبکر سید عبدالرزاق " ۵۶۳ھ

۵۔ " " " ابواسحٰق سید ابراہیم " ۶۰۰ھ

۶۔ " " " ابوالفضل سید محمد صاحب " ۶۰۰ھ

۷۔ " " " ابوعبدالرحمٰن سید عبداللہ " ۵۸۷ھ

۸۔ " " " ابوزکریا سید یحییٰ صاحب " ۶۰۰ھ

۹۔ " " " ضیاءالدین ابونصر موسیٰ " ۶۱۰ھ

۱۰۔ " " " شمس الدین سید عبدالعزیز " ــــ

۱۱۔ " " " سید صالح " (دیباچہ فیوض یزدانی)

اگر حالات نے اجازت دی تو انشاءاللہ آئندہ صفحات میں ان حضرات کا مختصر تعارف کردیا جائیگا۔

غنیۃ الطالبین کے مترجم اور محشی جناب امان اللہ خاں صاحب نے آپکے صاجزادے جناب شیخ عبدالرزاق سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد بزرگوار کے انچاس ۴۹ بچے پیدا ہوتے بیس لڑکے اور باقی سب لڑکیاں

آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے کا نام شیخ عبدالوہاب تھا آپنے چار شادیاں کیں تھیں (دیباچہ غنیۃ الطالبین) معلوم نہیں کہ آپ کے بعد آپکی کتنی اولادیں زندہ رہیں گیارہ حضرات کے بارے میں اوپر لکھا جا چکا ہے اور یہ ہماری تالیف میں گذر چکا ہیکہ مجلس وعظ میں آپ کے جس لڑکے یا لڑکی کے انتقال کی خبر آپکو پہونچتی آپ برابر وعظ جاری رکھتے فراغت کے بعد نماز جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے۔

## آپکے خلفاء

آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد بہت ہے لیکن اس جگہ بر چند کو ذکر کیا جارہا ہے

۱۔ حضرت شیخ علی بن ہیتیؒ ۲۔ حضرت شیخ ابو عمرو صریفیؒ

۳۔ " " ابو سعید قیلویؒ ۴۔ " " قضیب البان موصلیؒ

۵۔ " " احمد بن مبارکؒ ۶۔ " " صدقہ بغدادیؒ

۷۔ " " بقا بن بطوؒ ۸۔ " " محمد الاوانی المعروف بابن القائد

۹۔ " " ابو سعود بن شبلیؒ ۱۰۔ " " ابو عمرو قریشیؒ

۱۱۔ " " موفق الدین مقدسیؒ ۱۲۔ " " محمد بن احمد الجوینیؒ

۱۳۔ حضرت شیخ ابو مدین مغربیؒ (سفینۃ الاولیاء)

اگر حالات نے اجازت دی تو انکا بھی تعارف آئندہ صفحات میں کرا دیا جائیگا۔ انشاء اللہ

## اخلاق وعادات

امام یافعیؒ نے اپنی تاریخ میں فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| اما کرامتہ یعنی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رضی اللہ عنہ فخارجۃ عن الحصر وقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمۃ ان کرامتہ تواترت او قربت من التواتر ومعلوم بالاتفاق انہ لم یظہر ظہور کرامتہ لغیرہ من شیوخ الآفاق کرامۃ نفحات ص۲۲ | لیکن آپکی کرامتیں یعنی شیخ عبدالقادرؒ کی بے شمار سے باہر ہیں۔ میں نے چند ترین آئمہ سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا کہ آپ کی کرامات تواتر یا قریب تواتر کے ثابت ہیں اور بالاتفاق معلوم ہے کہ دنیا و آفاق کے مشائخ میں سے کسی سے اتنی کرامات کا ظہور نہیں ہوا۔ |

عام طور پر کرامات کو اخلاق وعادات سے علیحدہ شمار کیا جاتا ہے اور میری رائے میں ایسا مناسب نہیں ہے البتہ خرق عادات چیزے دیگر ہے۔ اخلاق خُلق سے ماخوذ ہے جسکا تعلق قلب سے ہے درعادت

اسوجہ سے کہتے ہیں کہ قلبی کیفیت کے اثرات جب باہر ظاہر ہوتے ہیں۔ قلب میں اگر نورنیت ہے تو اعضاء سے بھی صالح حرکات کا صدور ہوگا اور اگر قلب کی نورانیت عروج پر پہونچ جائے تو اتنے عمدہ اعضاء سے حرکات شروع ہوتے رہیں گے۔ عام لوگوں کیلئے اعضاء کی وہ کیفیت عجیب ہوگی لیکن صاحب قلب کیلئے وہ عجیب نہ ہوگی۔ اسطرح اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کا اکرام فرمائے گا اور یہی کرامت ہے زبان سے کچھ فرمایا اور باہر اسکا ظہور ہوگیا پھر تمام حرکات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجائیگی حدیث شریف سے اسکی تائید ہوتی ہے

میں اسکے کان ہوجاتا جس سے وہ سنتا ہے

میں اسکی زبان ہوجاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے (اوکما قال)

من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ — جو اللہ کا ہوگیا اللہ اس کا ہوجاتا ہے۔

حضرت شیخ نے فتوح الغیب میں ارشاد فرمایا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے اے بنی آدم میں ہی صرف معبود ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے میں جس چیز کو کہہ دیتا ہوں کہ ہوجا بس وہ ہوجاتی ہے اور عدم سے وجود میں آتی ہے لہٰذا تم بھی میری خدمت واطاعت کرو تاکہ میں تمہیں ایسا بنادوں کہ جس شے کو کہہ دو کہ ہوجا تو وہ ہوجائے۔

(فتوح الغیب)

مولانا روم نے ارشاد فرمایا ہے۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اب یاد رہے سب سے بڑی کرامت اتباع سنت ہے۔ سو حضرت شیخؒ کے بارے میں کیا لکھا جائے جتنا لکھے کم ہے اس لئے اس عنوان کے تحت آپ کے تذکرہ نگاروں سے کچھ اخذ کرکے تحریر کرتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے۔

آنحضرت در مرض موت می فرمود نسبت نیست میان من شما و میان من وخلق تفاوت آسمان وزمین است قیاس نکنید مرا بکسی وکسی را بمن وفرمود من از روئے امور خلقم ومن وراء عقول ایشانم ویا اہل الارض

شرقاً وغرباً دبا اہل السماء حق تعالیٰ فرمودہ است واعلم مالا تعلمون
من از انہا لم کہ مرخدا میداند و شما نمیدانید گفتہ شو وام در شب و
روز ہفتاد بار وانا اختر تک لنفسی ولتصنع علی عینی گفتہ می شود
مرا یا عبدالقادر بحق کہ مرا باتست تکلم کن تا شنیدہ شود از تو گفتہ
می شود مرا یا عبدالقادر بحقے کہ مرا بانست بخور و بنوش و بگو ایں ختم
ترا از مرد سوگند بخدائے عزوجل نکردم و نگفتہ چیزے را تا مور نشدم۔
بداں فرمود وقتے تکلم بکنم من بکلامی برشما باد کہ تصدیق کند آنرا کہ تکلم من
ناشی از یقینے ست کہ شک را در وے مجال نیست الخ (اخبار ص۱۵)

اس کے بعد آپ کے اخلاق وعادات کو بیان کرنے کی ہماری مجال کہاں؛ شاہزادہ دارا شکوہ نے تحریر فرمایا کہ آپ عالمانہ لباس پہنتے تھے۔ یہ کبھی اطلس کے قیمتی کپڑے ہوتے اور کبھی ایسے کپڑے ہوتے کہ ایک اشرفی کا ایک گز ہوتا تھا[1]۔ ایک دن آپ کا خادم ابوالفضل بزاز کے پاس گیا اور کہا مجھے ایسا کپڑا چاہیئے جو ایک دینار سے زیادہ ہو۔ اس نے کہا اتنا قیمتی کپڑا کس کے لئے خریدتے ہو۔ اس نے کہا اپنے شیخ عبدالقادر کیلئے۔ اس نے دل میں خیال کیا کہ اب تو خلیفہ کے لئے بھی کوئی کپڑا نہ رہیگا؛ چنانچہ ایسا ہوا کہ پردہ غیب سے ایک کیل نمودار ہوئی اور اس کے پیر میں چبھ گئی کہ وہ قریب المرگ ہوگیا۔ ہرچند کوشش کی کہ کیل اسکے پیر سے نکل جائے مگر بے سود ثابت ہوا۔ مجبوراً حضرت کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا۔ ابوالفضل تم نے اپنے دل میں مجھ پر اعتراض کیا تھا۔ خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہیں ہوتا نہیں پہنتا۔ اے ابوالفضل یہ لباس میت کا لباس ہے اور کفن میت اچھا ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد اس کے درد کی جگہ ہاتھ رکھا وہ فوراً آرام ہوگیا[2] آپ روزانہ لباس تبدیل کرتے اور روزانہ ہی خیرات کر دیتے تھے[3]

اس جلالت اور وسعت علم کے باوجود کمزوروں کیساتھ بیٹھتے اور فقرا کیساتھ تواضع سے پیش آتے، سلام کرنے میں ہمیشہ ابتدا فرماتے تھے اگر آپ کے سامنے کوئی خدا کی جھوٹی قسم بھی کھا لیتا تھا اسکو قبول فرمالیتے تھے۔ فساق وفجار اور امیروں کیلئے کبھی کھڑے نہ ہوتے آپ کے اخلاق کریمانہ جود وسخا کرم ومہربانی میں مشائخ عصر میں سے کوئی برابری نہیں کرسکتا۔

---

[1] سفینۃ الاولیاء ص۔ [2] اخبار ص۱۵۔ [3] حاشیہ غنیۃ الطالبین [4] سفینہ ص۔

خلیفہ المستنجد باللہ نے دس تھیلیاں اشرفیوں کی از خود پیش کیں۔ آپ نے ایک تھیلی داہنے ہاتھ میں اور ایک بائیں ہاتھ میں ساتھ لیکر دبائیں تو خون بہنے لگا۔ فرمایا اگر خاندانِ نبوت کا خیال نہ ہوتا تو اسقدر نچوڑتا کہ تیرے محل تک جاتا۔ خلیفہ ڈرا اور معافی چاہی[۵]

ایک دن آپ دولتکدہ میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے کہ ناگاہ سر پر مٹی گری۔ آپ نے جھاڑ دیا۔ پھر ایسا ہی ہوا پھر آپ نے جھاڑ دیا۔ غرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھا تو اس جگہ ایک چڑیا پھر رہی تھی تب آپ نے فرمایا تیرا سر اڑ جائے۔ فوراً ہی سر الگ جا پڑا اور دھڑ الگ تب آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کسی مسلمان سے میرا دل رنجیدہ ہوا ہو تو اسکو بھی یہی موقع ہو جو اسکو پیش آیا ہے

ایک دن آپ مدرسہ میں بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ کسی پرندکی بیٹ آ پڑی آپ نے سر اٹھایا وہ اڑی جا رہی تھی فوراً مردہ ہوکر گر پڑی آپ نے لباس کو دھویا اور دوسرا لباس بدل کر اسکو صدقہ کر دیا فرمایا اس کا کفارہ یہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی لغزش کے بعد تنبیہ ہونے پر صدقہ کر دینا چاہیئے اور استغفار کرنا چاہیئے۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھ کر رو دیا کرتے تھے۔

وما ینفع الاعراب لم یکن تقی　　　　وما ضرّ ذالتقویٰ لسان معجم

اگر تقویٰ نہ ہو تو صاف صحیح بولنا کچھ مفید نہیں اور غیر فصیح متقی کیلئے کوئی ضرر نہیں۔

آپ نے فرمایا اے اللہ میں جان کو کس طرح صدقہ کروں جب سب کچھ تیرا ہی ہے میرا کچھ بھی نہیں۔

آپ کے پاس جب کوئی ھدیہ آتا آپ فرما دیتے اسکو مصلی کے نیچے رکھدو اور آپ ہاتھ نہ لگاتے جب کوئی مزور تمند آتا تو حکم فرماتے یہاں سے نکال کر دیدو۔ جب آپکے پاس تحفہ آتا تو حاضرین پر تقسیم کر دیتے اس بارے میں حدیث شریف میں ایسا ہی مذکور ہے (ابہجہ)

من اھدی شیا فجلساءہٗ شرکاءہٗ　　جسکو کوئی چیز ہدیہ میں دی جائے تو اسکے اہل مجلس اسمیں شریک ہیں۔

غرضیکہ آپ کے اخلاق کریمانہ کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ہم نے اپنے زمانے میں سیدی و مرشدی شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اخلاق وعادات ایسا ہی دیکھے ہیں۔ آخر یہ سب حضرات مشکوٰۃ نبوت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ ہر دقت سنت کا استحضار رہتا ہے اور یہ حضرات بلا تکلف اسکی اتباع کرتے ہیں۔

---

۵ـ

## تصنیفات

آپ کی تین کتابیں بہت زیادہ مشہور ہیں۔

**۱۔ فتوح الغیب**:۔ یہ کتاب آپ نے اپنے صاحبزادے شیخ شرف الدین سید عیسیٰ متوفی ۵۷۳ھ کیلئے تحریر فرمائی تھی اسمیں کل اسی مقالہ یعنی چھوٹے چھوٹے عنوانات پر مشتمل ہیں جو نصائح و دلپذیر اور حرز جان بنانے کے قابل ہیں اگر اللہ تعالیٰ توفیق و ہدایت و دستگیری فرمائے انقلاب آفریں یعنی زندگی میں نمایاں تبدیلی پیدا کرنے والی کتاب ہے اصل کتاب فارسی زبان میں ہے اب اسکا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

**۲۔ فیوض یزدانی**:۔ اس کتاب کے متعدد نام ہیں۔ مواعظ غوث الاعظمؒ ۔ الفتح الربانی ۔ مواعظ پیران پیر وغیرہ۔ اس کتاب میں ۶۲ وعظ ہیں جو بقید تاریخ و مقام لکھے ہیں۔ اسکے جامع جناب عفیف الدین صاحب اور سید عیسیٰ ہیں۔ ہندوستان میں سب سے اول اسکو عربی اور سائے ترجمہ کیساتھ حضرت مولانا عاشق علی صاحب میرٹھیؒ نے شائع کیا تھا۔ یہ کتاب ہمارے مشائخ یعنی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری۔ حضرت شاہ حافظ محمد یسین صاحب خلیفہ حضرت گنگوہیؒ کی مجالس میں پابندی کیساتھ پڑھی جاتی رہی ہے۔ اور راقم الحروف تو اسی پابندی کیساتھ اسکو پڑھتا ہے جیسا کہ کسی وظیفہ کو میں اسکی تعریف سے قاصر ہوں۔

**غنیۃ الطالبین**:۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو حضرت قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی ہے امام غزالیؒ کی احیاء العلوم سے زیادہ اہم کتاب ہے اور اسلامی فنون و تعلیمات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جو اسمیں ذکر نہ کر دی ہو۔

# باب ہفتم

## طریق تصوف۔ تعلیمات۔ متفرقات

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہیکہ آپ کا طریق نہایت سخت ہے مشائخ زمانہ شدت مجاہدات عبادات و ریاضت میں آپ کی برابری نہیں کر سکتے اسکے بعد ارشاد فرمایا ہے

طریق سلوک:۔ (۱) طریق او تفویض بود و موافقت و تبری از حول و قوت۔

(۲) تمز ورکز نا در سخت مجاوری اقدار موافقت قلب و روح۔

(۳) اتحاد ظاہر و باطن۔ ۴۔ انسلاخ صفات نفس باغیبت۔

(۵) فراغ قلب از تقع و فرد شکوک و تشویش۔ (۶) اتحاد قول و فعل۔

(۷) مبالغہ اخلاص و تسلیم (۸) تحکیم کتاب و سنت در ہر خطرہ و ہر لحظہ

(۹) ثبوت مع اللہ فی کل احوال (۱۰) تجرید توحید با حضور در مواقف عبودیت۔ (اخبار الاخیار)

قبل اسکے کہ ہم مذکورہ بالا احوال کی کچھ تشریح کریں ان اصولوں کی نظیر حضرت کے عمل سے پیش کرتے ہیں۔

حضرت کی مثال:۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ۲۵ سال تک تجرید کیا تھا میں عراق کے جنگلات اور کھنڈرات میں اسطرح پھرتا رہا کہ مجھے کوئی نہ جانتا تھا اور نہ میں کسی کو جانتا تھا۔

رجال الغیب اور جنات آتے تھے اور مجھے حق کی تعلیم دیتے تھے۔

۲۔ چالیس سال تک میں نے عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

۳۔ پندرہ سال تک میں نے عشاء کی نماز کے بعد قرآن شریف اسطرح ختم کیا کہ ایک پیر پر کھڑا ہوتا اور ہاتھ کو کیل سے باندھ دیتا تھا۔

۴۔ تین دن سے چالیس دن نہ سویا اور نہ کھایا۔

۵۔ گیارہ سال اس عہد پر قائم رہا کہ جب تک خدا نہ کھلائے گا نہ کھاؤنگا اور جبتک پلائیگا نہ پیئوں گا۔

تشریح مقامات:۔ معلوم رہے جبتک انسان زندہ ہے اسکا جسم دو چیزوں پر موقف ہے جسم اور روح جسم کی بھی ضروریات ہیں اور روح کی قوت کیلئے بھی اسکی ضروریات ہیں اگر انسان

روحانی غذا سے لاپرواہ ہوجائے اور صرف جسم ہی کا انتظام کرتا رہے تو قوتیں جسمانی نظام کے تحفظ و بقا ر
کیلئے مصروف کار رہتی ہیں جنکو نفس اور نفسانی خواہش کہا جاتا ہے اور ان ہی خواہشات کا جسم پر غلبہ اور
تسلط ہوجاتا ہے۔ اور انسان کا جسم بھی اسی طرح حرکت کرتا ہے جس طرح نفس کا تقاضہ ہوجاتا ہے اور پھر انسان
انسان نہیں بلکہ زمین پر بسنے والی دیگر مخلوق بن جاتا ہے۔ اور روحانی قوت کمزور پڑجاتی ہے البتہ جب جسم پر کوئی
غفلت طاری ہوتی ہے مثلاً سونے کی حالت میں تو روح کسی دوسری طرف متوجہ ہوتی ہے مگر مغلوب ہوکر
ایسا انسان حشرات الارض اور دیگر وحوش کا سونا سوتا ہے اور ان ہی جیسا جاگتا ہے اور ان ہی کی طرح بلکہ ان
سے بھی ارزل طور پر جسمانی تقاضے پورے کرتا ہے اور اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا کا مصداق بن جاتا ہے
مرنے کے بعد جسم مغلوب ہوجاتا ہے اور فنا ہوجاتا ہے اور روح خدائی گرفت میں مقید ہوتی ہے اسی کو عالم
برزخ کہا جاتا ہے۔ یوم الحشر میں پھر روح اور جسم کا اتصال ہوگا۔ مجرم جسم سزا کی صف میں اور اطاعت گزار جسم انعام
پانے والوں کی صف میں ہوں گے اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے والے صحیح العقیدہ اور آخرت پر یقین رکھنے
والے دنیا میں جسم کو بقدر ضرورت حق دیتے ہیں اور اپنی تمام تر توجہ آخرت کی ہی طرف لگائے رکھتے
ہیں قرآن پاک نے انسان کی اس کوشش کو اسطرح بیان فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ فمن کان یرجو لقاء ربہ فیعمل عملاً صالحاً<br>ولا یشرک بعبادت ربہ احداً (الکہف) | جو اپنے رب سے ملاقات چاہتا ہے اسکو عمل صالح کرنا چاہئے<br>کہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ |
| ۲۔ ومن اراد الاخرۃ وسعی لہا سعیہا<br>وھو مومن فاولئک کان سعیہم<br>مشکوراً۔ (بنی اسرائیل) | اور جو آخرت کا ارادہ کرے اور اسکے لئے اس جیسی سعی<br>کرے اور مومن ہو پس انہیں لوگوں کی کوشش<br>قابل قدر ہوگی۔ |

ایمان کے بعد یہی سعی و عمل، عمل صالح اور آخرت سازی کہلاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنے والے
اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں حد یہی ہے کہ اپنی حرکت و عمل ہی پر نہیں بلکہ اپنے ارادے اور خیالات پر صرف خدا کا ہی
حکم اور ارادہ نافذ کرتے ہیں اور اسمیں کامیاب ہوتے ہیں اسی طریقہ کا نام مجاہدۃ النفس اور جہاد اکبر ہے۔
حضرات مشائخ اور اولیاء اعظام نے اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں اسکے کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں
ان طریقوں کو تصوف اور سلوک کہا جاتا ہے یہ طریقے شریعت قرآن و سنت کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ ظاہر
میں ان لوگوں کو بعض دفعہ رہبانیت سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کی یہ تعبیر غلط ہے کیونکہ کافی عرصہ تک حضور پاک
صلی اللہ علیہ وسلم غار ابوکبشہ (غار حرا) میں تحنث اختیار کئے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پہاڑ کی تنہا
ئیوں میں نبوت حاصل ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں رہنا پڑا۔ غرضیکہ یکسوئی ضروری ہے۔

یہ نہیں کہ غاروں اور جنگلات میں خدا بیٹھا رہتا ہے خدا تو ہر وقت آدمی کے قلب میں ہے۔ اکثر لوگ خواہشات میں مبتلا ہو کر اس سے دور جا پڑتے ہیں اور جو قلب کی طرف توجہ دیتے ہیں وہ پا لیتے ہیں۔ ہمارے مشائخ نے کثرت ذکر کیا ہے کثرت اذکار اور اوراد مسنونہ کا طریقہ اختیار کیا ہے لیکن ایک منزل میں انکو بھی ضرورت پیش آئی کہ تنہائی میں مراقبوں کی مشق کراتیں۔ یہ ہے صفات کی ابتدا، اور انتہا کیلئے اس سے بھی گذر جانا پڑتا ہے اللہ تعالیٰ جسکو توفیق عطا فرماتے۔

## تعلیمات

ہمارا عقیدہ ہیکہ جو مومن اپنے کبیرہ، صغیرہ گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائیگا وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیگا بلکہ دوزخ اس کیلئے اس طرح ہوگی جیسے قیدخانہ یعنی اپنے صغیرہ کبیرہ گناہوں کے مطابق دوزخ میں جلے گا پھر اللہ کی رحمت سے دوزخ سے نکال لیا جائیگا۔

مومن کے منہ اور سجدہ کے اعضاء کو آگ نہ جلائے گی کیونکہ ان اعضاء کا جلانا آگ پر حرام ہے اور جبتک مومن دوزخ میں رہیگا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوگا یہانتک کہ اسمیں سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیا جائیگا اور دنیا میں جسقدر اس نے خدا کی بندگی کی ہوگی اسی کے مطابق درجات عطا ہوں گے۔

۲۔ خیر و شر اور حکم الہی کی شیرینی و تلخی جو مقدر کر دی گئی ہے مسلمان کو اسی پر ایمان لانا واجب ہے اسکو چاہیئے کہ دنیوی رحمت کے جو اسباب اسے مہیا کئے گئے ہیں انکے متعلق یہ خیال نہ کرے کہ یہ اسے اپنی کوشش سے ملے ہیں بلکہ انہیں اللہ کی بخشش جانے جو تقدیر میں لکھدی گئی ہے کوئی بھاگ نہیں سکتا اور ساری مخلوقات بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کیخلاف کسی کو ضرر پہونچانا چاہے تو نہیں پہونچا سکتی۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وان یمسسك الله بضر فلا کاشف له | اگر خدا تمہیں کوئی ضرر پہونچائے تو کوئی مدد نہیں کر |
| الا هو وان یردك الله بخیر فلا راد | سکتا مگر وہی اللہ اور اگر تیرے ساتھ کو خیر کا ارادہ کرے |
| لفضله یصیب به من یشاء من عباده (الآیۃ) | تو کوئی اسکو روک نہیں سکتا وہ اپنے بندوں میں سے جسپر |
| | چاہے بخشش نازل فرماتے (غنیۃ ص۱۵۹) |

۳۔ ہمارا ایمان ہیکہ میت کی زیارت کو کوئی جائے تو میت اسے پہچانتی ہے اور یہ پہچان جمعہ کے دن طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک رہتی ہے گناہگاروں اور کافروں کی قبر کی تنگی اور قبر میں انکے لئے عذاب پر بھی ایمان لانا واجب ہے۔ (غنیۃ ص۱۶۱)۔

۴۔ جن لوگوں نے کبیرہ اور صغیرہ گناہ کئے ہیں ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا قبول ہونا اور اسپر ایمان لانا واجب ہے (غنیۃ ص۱۶۷)

۵- پل صراط پر بھی ایمان لانا واجب ہے یہ وہ پل ہے جو دوزخ کے اوپر بنا ہوا ہے وہ بال سے باریک آگ سے زیادہ گرم اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (غنیہ صفحہ ۱۶۹)

۶- اہل سنت کا یقین ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک حوض ہوگا جس میں صرف مومن پانی پئیں گے اور کافر محروم رہیں گے۔

۷- اہل سنت کا اعتقاد ہیکہ دوزخ اور بہشت دونوں مخلوق ہیں اور دونوں گھر ہیں ایک کو اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور فرمانبرداروں کیلئے بنایا ہے اور دوسرے کو گنہگاروں اور سرکشوں کیلئے بنایا ہے (غنیہ صفحہ ۱۶۵)

۸- تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہیکہ محمد مصطفیٰ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور سب پیغمبروں کے سردار اور خاتم النبیین ہیں اور تمام انسانوں اور جنوں کی ھدایت کیلئے بھیجے گئے ہیں (غنیہ صفحہ ۱۶۷)

۹- اہل سنت کا اعتقاد ہیکہ حضور کی امت تمام دوسری امتوں سے افضل ہے۔

ا- سب سے افضل امتی وہ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی انکو صحابہ کہتے ہیں۔

ب- صحابہؓ میں سب سے افضل وہ ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور وہ چودہ سو حضرات تھے۔

ج- اہل حدیبیہ سے افضل اہل بدر ہیں جنکی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ان میں بھی وہ افضل ہیں جو حضرت عمرؓ کیساتھ ایمان لائے ان کی تعداد چالیس ہے۔

د- ان میں بھی دس سب سے افضل ہیں جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔

س- ان میں بھی چار سب سے افضل ہیں ان کو خلفاء راشدین کہتے ہیں۔

ط- ان میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ پھر انکے بعد حضرت عمرؓ پھر انکے بعد حضرت عثمانؓ پھر ان کے بعد حضرت علیؓ ہیں (غنیہ صفحہ ۱۶۷)

## اہل سنت والجماعت

ہر مومن کو سنت اور جماعت کی پیروی کرنا لازم ہے سنت اسی طریقہ کو کہتے ہیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور جماعت اسکو کہتے ہیں جس پر چاروں خلفائے راشدین کرام نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا یہ لوگ سیدھی راہ دکھانے والے تھے کیونکہ انکو سیدھی راہ دکھائی گئی تھی۔

ا- مناسب یہ ہیکہ اہل بدعت کیساتھ میل جول نہ دکھایا جائے نہ ہی ان کے ساتھ بحث میں پڑے۔ (غنیہ صفحہ ۱۸۵)

**تہتر فرقے**:- یہ تہتر فرقے دس گروہ پر مشتمل ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔ اہل سنت ۔ یہ ایک ہی گروہ ہے اور ناجی ہے | | ۲۔ خارجی | ۱۵ فرقے۔ |
| ۳۔ معتزلہ | ۶ فرقے | ۴۔ مرجیہ | ۱۲ فرقے |
| ۵۔ شیعہ | ۲۲ " | ۶۔ جہمیہ | ۱ " |
| ۷۔ بخاریہ | ۱ " | ۸۔ فراریہ | ۱ " |
| ۹۔ کلابیہ | ۱ " | ۱۰۔ مشتبہہ | ۳ " |

۷۳ فرقے

یہ سب تہتر فرقے ہوتے جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انمیں صرف ایک ہی فرقہ نجات پانے والا ہے اور وہ ہے اہل سنت والجماعت کا فرقہ (غنیہ) ص ۱۹۳ ۔

## راگ رنگ

وہ لوگ جو غیر عورتوں سے گانا یا راگ سنتے ہیں یا طبیعت کو برانگختہ کرنے والے اشعار اور غزلیں سنتے ہیں یا ایسی باتیں جنمیں عشق اور معشوق کی صفتیں بیان کی جائیں تو اس سے ان کی نفسانی خواہشات بیدار ہوتی ہیں اور شر و فساد پیدا ہوتا ہے۔ دل میں شوق بڑھتا ہے جو حرام امور کی طرف لے جاتا ہے اس لئے راگ اور گانا نہیں سننا چاہیئے۔ اگر کوئی کہے کہ وہ یاد الٰہی کو بڑھانے کیلئے گانا سنتا ہے جو بخشش کا باعث ہے تو وہ جھوٹا ہے (غنیہ ص ۱۱۶)

راقم الحروف عرض کرتا ہیکہ گانے بجانے اور اسکے سننے کی اسلام میں کسی طرح گنجائش نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے بعض مکتوب میں ارشاد فرمایا اگر کسی کو اشعار سننے میں مزا آئے اور قرآن سننے میں نہ آئے وہ دل کا مریض ہے۔ اگر خارج صلوٰۃ قرآن سننے میں مزا آئے نماز میں نہ آئے وہ دل کا مریض ہے اور جسکو نوافل میں قرآن پڑھنے سے مزا آئے فرض میں نہ آئے وہ دل کا مریض ہے ۔ اصل چیز فرض ہے۔

## قبر کو سجدہ کرنا

قیس بن سعدؓ بیان فرماتے ہیں میں شہر حیرہ گیا۔ جہاں لوگ بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حیرہ کے لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں آپ زیادہ لائق ہیں کہ لوگ آپکو سجدہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تو میری قبر کے پاس سے گزریگا تو کیا اسکو سجدہ کریگا میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں مجھے سجدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا اگر میں چاہتا کہ کسی کو سجدہ کیا جائے تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ نے عورتوں پر مردوں کے بہت سے حقوق مقرر کئے ہیں۔ (غنیہ ص ۱۱۹)

## بدعت پر نکیر

تمہارے دل کسقدر سخت ہو گئے ہیں۔ تم سے امانت کا مضمون جاتا رہا تمہارے درمیان سے رحمت اور شفقت اٹھ گئی شریعت کے احکام تمہارے پاس امانت تھے جنکو تم نے چھوڑ دیا اور دین میں ایجاد کر کے تم نے خیانت کی۔ تجھ پر افسوس اگر تو امانت کی حفاظت ضروری نہ سمجھے گا تو عنقریب تیری آنکھوں میں پانی اتر آئیگا اور تیرے ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہتھکڑیاں ہوں گی حق تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے تجھ پر بند کر دے گا۔ (فیوض یزدانی ص۳۳)

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اتباع سنت کرتے ہوتے بدعت سے اجتناب کرو۔ خدا اور رسول کی اطاعت میں مشغول رہتے ہوتے ان کے احکامات کی پابندی کرو خدا کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوتے اسکی وحدانیت کو تسلیم کرتے رہو خدا کی تصدیق کے ساتھ نہ تو شک و شبہ کو جگہ دو اور نہ اسپر بہتان طرازی کرو مصائب کا شکوہ نہ کرتے ہوئے۔ صبر و استقامت سے کام لے کر دوا و بلا نہ کرو ثابت قدم رہ کر فرار کو اختیار نہ کرو۔

فتوح الغیب مقالہ اول

## مسبعات عشر

حضرت شیخ قدس سرہ کے یہاں موجودہ زمانہ کے مروجات میں سے کوئی چیز نہیں ملتی ہے البتہ مختلف ضرورتوں کے بارے میں ادعیہ ضرور منقول ہیں انمیں سے بعض کو اس جگہ نقل کیا جا رہا ہے۔ یہ عمل غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے جسکو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے رسالہ سلسلات میں جسکا نام الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین ہے اسکی اجازت میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں میرے سامنے روایت کی ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم سے اور انہوں نے قشاشی سے اور انہوں نے شناوی سے اور انہوں نے عبدالرحمن بن عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فہد ہاشمی علوی مکی سے اور انہوں نے اپنے چچا جابر اللہ بن عبدالعزیز بن فہد مکی سے اور انہوں نے علامہ جلال الدین سیوطی سے انہوں نے کہا خبر دی مجھے شیخ جلال الدین ملقن نے اور انہوں نے ابو اسحاق تنوخی سے اور انہوں نے ابو العباس حجار سے اور انہوں نے احمد بن یعقوب مارستانی سے اور انہوں نے قطب طریقت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے انہوں نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا روایت کی ان سے عبدالرحمن بن حبیب حارثی نے سعید بن سعد سے اور انہوں نے ابی طیبہ کرز بن وبرہ حارثی سے اور وہ ابدال میں سے تھے۔ انہوں نے کہا میرا دینی بھائی جو اہل شام سے تھا میرے پاس آیا اور مجھے ہدیہ دیا اور مجھ سے کہا کہ اسکو قبول فرمائیے! اے کرز! یہ اچھا ہدیہ ہے۔ میں نے کہا اے بھائی آپکو یہ کس نے ہدیہ دیا انہوں نے کہا ابراہیم تیمی نے۔ میں نے کہا کہ کیا آپنے ان سے دریافت کیا تھا کہ انکو کس نے یہ ہدیہ دیا تھا۔ کہا ہاں۔ فرمایا کہ میں کعبہ شریف کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور تہلیل و تسبیح و تحمید میں تھا کہ ایک

آدمی آیا اور مجھے سلام کیا اور میرے داہنی جانب آکر بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے زیادہ حسین آدمی نہیں دیکھا تھا اور اس سے زیادہ اچھے کپڑے اور اچھی خوشبو والا دیکھا تھا اور نہ اس سے زیادہ سفید دیکھا تھا میں نے کہا یا عبداللہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں خضر ہوں السلام علیکم اور مجھے آپ سے اللہ کے لئے محبت ہے اور میرے پاس ایک ہدیہ ہے جسکو میں تجھے دیتا ہوں۔ میں نے کہا آپ مجھے بتلائیں کہ وہ ہدیہ کیا ہے۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا سورج طلوع ہونے اور اسکی شعائیں زمین پر پھیلنے سے اور ایسے ہی قبل غروب ہونے کے پڑھا کرو۔

۱۔ سورۃ الحمد ۷ بار ۲۔ سورۃ الناس ۷ بار

۳۔ سورۃ الفلق ۷ بار ۴۔ سورۃ قل ھو اللہ ۷ بار

۵۔ سورۃ الکافرون ۷ بار ۶۔ آیتہ الکرسی ۷ بار

۷۔ سبحان اللہ والحمد اللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۷ بار

۸۔ درود شریف ۷ بار ۹۔ استغفار ۷ بار

۱۰۔ اور یہ دعا۔ **اللھم افعل بی عاجلا او اجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ وانت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور رحیم جواد الکریم بر روف رحیم** ۷ بار

اور خیال رہے اسکو صبح و شام ترک نہ کرنا اسلئے جس نے اسکو مجھے بتلایا تھا کہا تھا کہ اسکو اپنے زمانہ میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لینا۔ میں نے کہا مجھے یہ محبوب ہے۔ آپ مجھے یہ بتلائیں کہ یہ ہدیہ آپکو کس نے دیا تھا فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ آپ ان سے اسکے ثواب کے بارے میں دریافت کریں وہ آپکو ضرور بتلائیں گے۔

ابراہیم تیمی نے کہا میں نے ایک رات آپکو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آئے اور مجھے اٹھالیا اور مجھے جنت میں داخل کردیا اور میں نے جنت کو دیکھا اور جو کچھ اسمیں تھا اسکو دیکھا میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کس کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا جو تجھ جیسا عمل کرے۔ اور ابراہیم تیمی نے کہا میں نے جنت کے پھل کھائے اور وہاں کا پانی پیا اور میرے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کے ساتھ ستر نبی تھے اور ستر صفیں فرشتوں کی تھیں اور ہر صف مشرق سے مغرب تک تھی۔ آپ نے مجھے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے حضرت خضر نے خبر دی ہے کہ انہوں نے

یہ حدیث آپ سے سنی ہے۔ آپ نے فرمایا خضر نے سچ کہا ہے اور وہ جو کچھ بھی بیان کریں سچ ہے وہ زمین والوں کے عالم اور رئیس الابدال ہیں اور وہ زمین پر اللہ کا لشکر ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ جو اسکو کرے اور عمل میں لائے اور وہ سب چیزیں نہ دیکھے جو میں نے خواب میں دیکھیں ہیں تو جو کچھ مجھے عطا ہوا اسے بھی ملیگا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسنے مجھے حق کیسا تھ مبعوث فرمایا بلاشبہ وہ اس کے عامل کو وہ سب کچھ عطا کریگا اگرچہ وہ مجھے اور جنت کو خواب میں نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اکابر کو معاف کردے گا اور اپنا غصہ اور عتاب اس سے ہٹا لیگا اور بائیں جانب کے فرشتوں کو حکم فرمائیگا کہ ایک سال تک اس کے گناہ نہ لکھے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر وہی عمل کریگا جسکو اللہ نے سعید پیدا کیا ہے اور وہی چھوڑے گا جسکو اللہ نے بدبخت بنایا ہے۔ اس کے بعد ابراہیم تیمی چار مہینے زندہ رہے وہ نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے۔ عزیزان گرامی یاد رہے ثواب اور فضل یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اعمال میں جان اور قوت اخلاص اور صفائی باطن سے پیدا ہوتی ہے یہ عمل تحفظ اور نصرت کیلئے بھی مجرب ہے۔

اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فوائد الفواد حصہ پنجم میں بیان فرمایا ہے کہ ایک شخص روزانہ پابندی سے اسکو پڑھا کرتا تھا ایکدن سفر میں جنگل میں اسکو لٹیروں نے گھیر لیا اور قتل کرنا چاہا فوراً ہی دس سوار نمودار ہوئے اور لٹیروں کو مار بھگایا۔ اس آدمی نے سواروں سے دریافت کیا آپ کون ہیں۔ انہوں نے کہا ہم مسبعات عشر ہیں جو تو روزانہ پڑھا کرتا ہے (ص ۲۱۵ ج ۲)

## صلوٰۃ غوثیہ

بروایت شیخ ابوالحسن نانبائی۔ حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا توسل کرے تو اسکی حاجت پوری ہوگی۔ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف (گیارہ مرتبہ) پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اسکی حاجت پوری ہوگی۔ (بہجۃ الاسرار ص ۳۰) اخبار الاخیار ص ۱۹ میں بھی یہی طریقہ درج

مروی ہے۔ لیکن حاشیہ میں حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ نے ارشاد فرمایا۔

| | |
|---|---|
| رفتن بجانب عراق از کسی جا ثابت نشد است | عراق کی طرف کو چلنا کسی جگہ ثابت نہیں ہے۔ |

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا ہے۔

۱۔ صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہمکو معلوم نہیں (فتاوی رشیدیہ ص۱۳۰

۲۔ بندہ اسکو پسند نہیں کرتا اور نہ جائز جانے۔ " ص۱۳۰ )

صلوٰۃ غوثیہ میں قابل اعتراض بات صرف یہی ہیکہ گیارہ قدم عراق کی جانب کو چلے جس کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا کہ ثابت نہیں ہے اسکے علاوہ نماز مذکورہ پڑھنے کے بعد شیخ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعا کی درخواست کرنا۔ اسمیں مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ توسل ہمارے یہاں بھی جائز ہے۔

## شیاً للہ

حضرت قدس سرہٗ کے سوانح نگاروں کے نزدیک دوسرا اہم سند یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شیاً للہ کا ہے۔ اسکو ہم فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت گنگوہی نے ارشاد فرمایا ہے۔

جواب:۔ اسکا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ بشرک ہے اور بعض فعل مشابہ بشرک ہوتے ہیں اور صغیرہ ہوتے ہیں کہ شرک کلی مشکک ہے کہ اسکے افراد قلت و کثرت معصیت میں متفاوت ہیں مثلاً قسم لغیر اللہ تعالیٰ کو حدیث شریف میں شرک فرمایا ہے مع ہذا وہ گناہ صغیرہ ہے بس ورد اسکا مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ سے طلب حاجات ہے مگر جو محض ان کلمات میں اثر جان کر پڑھتاہے وہ کافر وہ مشرک نہ ہوگا۔ اگرچہ معصیت سے خالی بھی نہ ہوگا اور جو شیخ قدس سرہٗ کو متصرف بالذات اور عالم غیب بذات خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ شیخ حاجت برائی کر دیتے ہیں بھی مشرک نہ ہوگا۔ باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے اور جلدی سے کسی کو کافر و مشرک بنا دینا بھی غیر مناسب ہے اور ایسے موہم الفاظ کا پڑھنا بھی بے جا و معصیت ہے۔

اس کلام کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں اگر شیخ قدس سرہٗ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے

توخود شرک محض ہے بقولہ تعالیٰ۔

وعندہٗ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو (آیۃ)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اس کے علاوہ اسکو کوئی نہیں جانتا۔

اور دیگر نصوص بھی ہیں۔

قال فی البزازیۃ وغیرہا من الفتاویٰ من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم کفر ومن ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بہ کفر کذا فی بحر الرائق امیتی من ماتۃ مسائل۔

فتاویٰ بزازیہ وغیرہ میں فرمایا ہے کہ جس نے کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہیں جانتی ہیں کفر ہے اور جس نے گمان کیا کہ میت امور میں تصرف کرتی ہیں نہ کہ اللہ اور اسکا اعتقاد رکھا کفر ہے ایسے ہی بحر الرائق میں ہے۔

اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ مذا شرک نہ ہو مشابہ شرک ہے اور جو لفظ موہم معنی شرک ہو۔ اس کا بولنا بھی ناروا ہے بقولہ تعالیٰ۔

لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا[1]

تم لوگ راعنا نہ کہو۔ اور کہو ہماری طرف توجہ فرمایئے

اور بقولہ علیہ السلام

لا تقولو ما شاء اللہ وشاء فلان ولکن قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلان۔

اور اس طرح نہ کہو ماشاء اللہ وشاء فلاں بلکہ کہو ماشاء اللہ پھر فلاں نے چاہا۔

حالانکہ صحابہ کی نیت میں کوئی معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے یہ الفاظ ممنوع ہوگئے۔ پھر عوام اس سے ورطہ شرک اور گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تفسیر عزیزی میں بیان وجوہ شرک میں لکھا ہے۔

از انجملہ آنکہ در ذکر دیگر آن را باخدا ہمسر میکند واز انجملہ آنکہ در دفع بلاد دیگر ان را خوانند وہم چنین در

ان ہی میں سے یہ بھی ہیکہ اگر کسی نے ذکر میں کسی دوسرے کو خدا کے برابر گردانا (یہ بھی شرک ہے) اور ان ہی میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کسی آدمی نے بلایا

---

[1] سورۃ بقرہ کی آیت ہے۔ یہودی اور منافقین حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز اور استہزاء کہا کرتے تھے راعنا کی عین کے نیچے زیر کو کھینچ کر پڑھتے تو اسکے معنی ہوتے۔ اے ہمارے چرواہے۔

تحصیل منافع بدیگران رجوع مے نمائیند بالا
ستقلال نہ آن کے توسل باں دیگران نمایند

کو دور کرنے کیلئے دوسروں کو پکارا اور ایسے
ہی دوسرے نفع حاصل کرنے کیلئے رجوع کیا
مستقلاً نہ کہ بطور وسیلہ

اور ظاہر ہے کہ دعوت اس کلام میں داخل ہر دو قسم میں ہے کیوں کہ غرض دفع بلا اور جلب منافع ہے یا مثل ذکر اللہ تعالیٰ اس سے تحصیل برکات و تقرب مقصود ہے۔ بالوجہ تبرک کے اسکو تکرار کرتے ہیں ہاں کسی کے توسل سے دعا کرانا درست ہے مگر یہ صورت توسل کی ہرگز نہیں ہے بلکہ دعا اور استعانت ہے۔ مجیب صاحب کو شبہ واقع ہوا ہے کہ دعا کو توسل سمجھ گئے توسل کی صورت یہ ہے یا اللہ بجاہ شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءً للہ نہ کہ خود شیخ سے طلب کرے بصیغہ دعا یا شیخ اعطنی شیاءً للہ یہ توسل کسطرح ہو سکتا ہے۔ مع ہذا لفظ شیاءً اللہ کا موہم معنی شرک کو ہے کیونکہ اسکے معنی تو اشد شرک ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ شیخ مجھ کو بوجہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دو سو اس معنی میں اگر مستقل معطی شیخ کو جانتا ہے تو بھی شرک ہوا اور باذن اللہ معطی سمجھا تو اسکی توجیہ وہ ہے جو تفسیر عزیزی سے مجیب نے نقل کی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بعض اولیاء کو حق تعالیٰ نے آلہ تکمیل و ارشاد خلق بنایا ہے کہ اسکے ذریعہ باذن اللہ تعالیٰ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہیکہ جب وہ آلہ ٹھہرے تو اگرچہ بظاہر حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے۔ پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں ندا اور دعا کرنا دوسری شہ ہے کہ منادی کے علم و تصرف کو چاہتا ہے اور ذریعہ ہونا اور امر ہے کہ ذریعہ کا واسطہ اور مقبول ہونا بدرگاہ فیاض اس سے مستفاد ہوتا ہے شتان بینہما مثلاً۔

پڑھنے والا اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاد آثم بلکہ شرک ہے سند اسکی حجت اللہ البالغہ مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ص۶۱ میں موجود ہے۔

ومنها انهم كانوا يستعينون بغير الله تعالىٰ في حوائجهم من شفاء المريض وغناء الفقير وينذرون

اور انہیں میں سے یعنی جن مظنہ شرک ہے کہ وہ لوگ غیر اللہ سے استغاثہ اپنی حوائج کے بارے میں کرتے ہیں یعنی مریض کی شفا کیلئے اور

U-109559

لهم يتوقعون انجاح مقاصد هم بتلك النذر ويتلون اسماء هم رجاء تبرکها فاوجب عليهم ان يقولوا فی صلوتهم اياك نعبد واياك نستعين وقال الله ولا تدعوا مع الله احدا۔

اور فقیر کی غنا کیلئے اور ان سے نذر مانتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیابی کی اس نذر کے ذریعہ توقع رکھتے ہیں اور انکے اسماء کو برکت کی امید سے پڑھتے ہیں حالانکہ ان لوگوں پر واجب ہیکہ وہ اپنی نمازوں ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھیں اور اللہ تعالی نے فرمایا ہیکہ اللہ کیساتھ کسی کو نہ پکارو۔

یہ فتویٰ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کا ہے جسپر مندرجہ ذیل حضرات نے بھی اپنے دستخط کئے ہیں

۱۔ حضرت مولانا قاسم علی صاحب مرادآباد۔ ۲۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب۔

۳۔ حضرت مولانا احتشام الدین صاحب۔ ۴۔ حضرت مولانا بشیر احمد شاہ۔

۵۔ حضرت مولانا احمد حسن صاحب دیوبندی۔ ۶۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی

۷۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔

مسئلہ مختلف فیہ دراصل یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی تالیف انتباہ میں بعض سلسلہ جیلانیہ کا طریقہ نقل کیا ہے۔

پہلے دو رکعت نفل پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے پھر ایکسو گیارہ بار کلمہ تمجید پھر ایکسو گیارہ بار شیأ للہ شیخ عبدالقادر جیلانی کہے۔

یہ ظاہر ہیکہ نقل کفر کفر نہ باشد۔ اگر شاہ ولی اللہ صاحب نے بعض طریقہ جیلانیہ کو نقل فرمایا ہے تو اسی سے یہ کہاں ثابت ہیکہ وہ اسکے مبلغ ہیں یا اس کی تعلیم و ترغیب دیتے ہیں، مگر باایں ہمہ یاران طریقت نے اس کے جواز پر دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ ہم نے حضرت قدس سرہٗ العزیز کے حالات کا تفصیل سے مطالعہ کیا ہے ہمیں کہیں یہ نہیں ملا کہ حضرت نے یہ تعلیم فرمایا ہے۔ ہاں ان کے عقیدتمندوں نے ضرور بیان فرمایا ہے سو اسمیں۔ اور اس میں کتنا بڑا فرق اور بعد ہے۔

ہمارا ذاتی طور پر خیال ہیکہ حضرت شیخ قدس سرہٗ العزیز، کی تعلیمات توحید الٰہی کی انتہائی باریک منازل تک پہونچی ہوئی ہیں وہ تقدیر اور تفویض پر اتنی سختی سے پابندی کراتے ہیں کہ پتہ بھی پانی ہو جائے تو وہ بھلا کیسے پسند فرما سکتے ہیں بلکہ بلا کے وقت تقدیر کو نافذ ہونا چاہیئے اسکے

دفعیہ کی تدبیر بھی نہ کرنی چاہیئے کتنا بڑا فرق ہے اس تعلیم میں اور مذکورہ وظیفہ میں۔

میں بزرگوں کے معاملہ میں اتنا بڑا محتاط ہوں کہ ان کے ثابت شدہ اقوال اور افعال پر نکیر نہیں بلکہ سکوت کو ہی بہتر سمجھتا ہوں اور تعلیم و تبلیغ کے معاملے میں صرف اور صرف شریعت ہی سے وابستگی کو اچھا جانتا ہوں اور اسی کو مدار نجات اور موجب فلاح دارین سمجھتا ہوں۔

بے ادب محروم باشد فضل رب

## دعائے اختتام

میں اس کتاب کے پڑھنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جناب شیخ محمد ظفر و شیخ محمد مصطفیٰ اٹالیئن بیکری احمد آباد کیلئے دعائے خیر فرمائیں کہ انہیں کے تعاون جلیل سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

عزیز الرحمٰن غفرلہ



# تالیفات مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری

## سیرت اصحاب النبیؐ

یہ سیرت رسالتمآب کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں اولاً فضائل صحابہ پر اتنا بیش قیمت مقدمہ ہے کہ ابتک آپ نے ملاحظہ نہ کیا ہوگا۔ بابا رتن ہندیؒ صحابی ہیں یا نہیں اسکی پوری تفصیل۔ خلفاء اربعہ کے تفصیلی حالات اور انپر اتنے مؤدب پیرایہ میں تبصرہ ہے کہ موافقین و مخالفین ہر مسلک کا آدمی بے اختیار داد دیتا ہے۔ قیمت =/۲۵

## سیرت رسالتمآبؐ

قرآن کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور لائحہ عمل ہے۔ اردو میں بہت سی سیرت کی کتابیں ہیں لیکن پڑھنے والوں کا اسپر اتفاق ہے کہ شبلی کی سیرت النبیؐ اور سلیمان منصور پوری کی سیرت رحمۃ للعالمین اور سیرت پاک کی دیگر تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ تفسیر کے بعد اسکا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ نہایت مناسب ہدیہ، کتابت، طباعت، معیاری جلد خوبصورت تاجران کتب کو معقول کمیشن پر فراہم کیجائیگی۔ قیمت =/۷۰

## تاریخ الاحکام

قرآن پاک کی تمام سورتوں کا سن نزول اور پھر اسلام کے تمام ابواب فقہہ اور حدیث کی تاریخ اور پھر انکی تاریخی ترتیب اس موضوع پر اسلام میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ صفحات تقریباً چار سو سے زائد۔ زیر طبع ہے۔ قیمت =/۳۰

## آخری رسولؐ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور آخری رسول ہیں یہ ہمارا ہی عقیدہ نہیں بلکہ دنیا کے متعدد مذاہب سے آپکی رسالت ثابت ہے۔ تمام قدیم کتابوں میں آپکا اسم گرامی اور آپکے اوصاف ملتے ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے مذہبی منافرت دور ہوگی۔ قیمت مجلد =/۲۰